قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ
کی حالات زندگی پر خوبصورت مختصر تذکرہ

تذکرہ

قبلہ عالم غریب نواز

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبزادہ محمد عرفان تو گیروی

..................ناشر..................

اکبر بکسیلرز

زبیدہ سینٹر 40 اردو بازار لاہور

042-7352022 -- 0300-4477371

نام کتاب .... تذکرہ قبلہ عالم غریب نواز حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف .... صاحبزادہ محمد عرفان تونسوی

سرپرست .... استاذ العلماء علامہ مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری مدظلہ

پروف ریڈنگ .... مولانا محمد اسلم نقشبندی قادری، محمد مقبول احمد مصطفوی

معاونت .... صاحبزادہ محمد عمران تونسوی، برکات احمد نیاز سیالوی، قاری محمد خلیل احمد چشتی تونسوی۔

صفحات 64

کمپوزنگ .... محمد جمیل

ناشر .... اکبر بکسیلرز اردو بازار لاہور

ہدیہ .... 50/- روپے

.... ملنے کا پتہ ....

- اکبر بکسیلرز زبیدہ سینٹر 40 اردو بازار لاہور 7352022
- مکتبہ القادریہ کالج روڈ چشتیاں شریف
- مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر چوک پاکپتن شریف

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

آغازِ کتاب

۳۰/شوال المکرّم ۱۴۲۷ھ

۲۰۰۶-۱۱-۲۲ بروز بدھ

وقت............۳:۴ بجے

بمقام: دربار داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

از قلم صاحبزادہ محمد عرفان تو گیروی

آستانہ عالیہ تو گیرہ شریف

تحصیل و ضلع بہاول نگر

عرض مؤلف

حضرات محترم!

عرصہ دراز سے دل میں یہ بات کھٹکتی تھی کہ ایک مٹھی بھر خاک کا پتلا کیا سے کیا مقام حاصل کر لیتا ہے۔

ساتھ مل زندگی گزارنے والے ہم جھولی کس طرح زمانہ میں عروج کی بلندیوں پر چڑھتے جارہے ہیں۔

غیر مسلم اور مغربی تہذیب ہمارے دل و دماغ پر کس وجہ سے چھائی ہوئی ہے اور ہم بے حیائی کی حدوں کو کراس کرتے جارہے ہیں۔ ہم روز بہ روز پستی اور مال و دولت ہونے کے باوجود قحط سالی اور سہولیات میسر ہونے کے باوجود بے آرامی سے دوچار ہیں۔

آخر یہ سب کیوں ہے؟

تو زبان حال سے یہی صدا آتی ہے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہو کر

اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر

حقیقتاً عزت اور مقام تو رب قدوس سے ڈرنا ہے کیونکہ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں تو اصل عزت اور مقام تو اس کا ہے جو رب تعالیٰ سے ڈرا۔

تاریخ گواہ ہے کہ ہم جب تک اپنے ماضی اور اکابر کے نقش قدم کو بھولے نہ تھے تو کامیابوں نے ہمارے قدم چومے اور جب سے ہم نے ان کو پس پشت ڈال کر نئی روشن خیالی کے تصور کا پل باندھ لیا قرآن اور حاملین قران کی بے حرمتی کا ڈھنڈورا پیٹا جانے لگا تو رب ذوالجلال نے اس قوم کو طرح طرح کی آفتوں اور مصیبتوں میں

مبتلا کر دیا۔ ظالم حکمران ان پر مسلط ہو گئے۔ رزق کی فراوانی کے باوجود ذہنی پریشانیوں میں مبتلا کر دیے گئے غلامی کی زندگی گزارنی ان کا وطیرہ بنا دیا جاتا ہے۔

آیئے آج بھی ہمیں اپنے بزرگوں کے کارنامے درس جرأت دے رہے ہیں کہ مسلمانو! اٹھو ہزاروں برس کی غلامی والی زندگی سے ایک لمحہ آزادی کا بہتر ہے۔ دربار اکبری میں ڈٹ کر اسلام کا پرچم بلند کرنے والے امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مبارکہ غیرت ایمانی کا سبق دے رہی ہے۔

افسوس کہ آج ہماری خانقاہیں اس سے بے پرواہ کیوں ہیں اور ناخلف علمی و روحانی درسگاہوں پر قابض ہیں۔

اور صد ہا افسوس یہ کہ آج کل تصوف کو نت نئے سانچوں میں ڈھالا جا رہا ہے شریعت کے دعویدار طریقت سے غافل اور مخالف ہیں اور طریقت سے وابستہ ڈیروں اور وڈیروں میں شریعت کو گھر کی لونڈی سمجھے ہوئے ہیں۔

خدارا ان دونوں کو جدا جدا تصور نہ کیا جائے۔ ان مرد قلندروں کی راہ پر گامزن ہونا چاہیے جنہوں نے ان دونوں کو یکساں سمجھا۔

بس اسی جذبہ نے مجھے مجبور کیا کہ ان حالات میں تصوف کا ایسا صحیح مفہوم ہونا چاہئے جن پر عمل پیرا ہو کر بندہ حقیقت کو پا سکے۔ اور اس تصوف کا تعلق حضور داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ، حضور سیدنا بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ، حضرت خواجہ فخر جہاں دہلوی علیہ الرحمہ اور ان کی تعلیمات کے آغوش میں پروردہ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمہ سے ہو۔

اور ان ہی کی نظر رحمت سے بندہ اس قابل ہوا کہ ان کے حالات کو آپ کی خدمت میں پیش کروں اور مرکزی درسگاہ دار العلوم جامعہ نظامیہ رضویہ میں شرف تعلیم سے نوازا جانا بھی انہی کی نظر رحمت سے ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ان بزرگوں کے احوال پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے تا کہ ہم بھی روز قیامت پرہیز گاروں کے طبقہ میں اٹھیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بھی ''پیران چشت'' کی طرح قبولیت عطا فرمائے۔

میں ان احباب کا نہایت تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ جنہوں نے میرے ساتھ مل کر کتاب کے سلسلہ میں میری معاونت کی ان میں صاحبزادہ احمد بخش تو گیروی، مولانا قاری محمد مجاہد چشتی، مولانا محمد قاسم نظامی، مولانا محمد ضمیر احمد مرتضائی، حافظ محمد وسیم رضا قادری (مدیر ماہنامہ امیر اہلسنت لاہور) حافظ محمد رفیق اشرفی۔

احقر العباد

صاحبزادہ محمد عرفان تو گیروی

آستانہ عالیہ تو گیرہ شریف

تحصیل و ضلع بہاولنگر

حمد باری تعالیٰ

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامن محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوش خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب میری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضاؔ خواب گراں سے سر اٹھائے
دولت بیدارِ عشق مصطفیٰ کا ساتھ ہو

(از امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ)

نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

﴿۱﴾ مقبول دعا کرنا منظورِ ثنا کرنا
مِدحت کا صلہ دینا مقبولِ ثنا کرنا

﴿۲﴾ دِل ذکر شریف ان کا ہر صبح و مسا کرنا
دن رات جپا کرنا ہر آن رٹا کرنا

﴿۳﴾ سینہ پہ قدم رکھنا دِل شاد میرا کرنا
دردِ دلِ مضطر کی سرکار دوا کرنا

﴿۴﴾ سنسار بھکاری ہے جگ داتا دیا کرنا
ہے کام تمہارا ہی سرکار عطا کرنا

﴿۵﴾ دِن رات ہے طیبہ میں دولت کا لٹا کرنا
منگتا کی دوا کرنا منگتا کا بھلا کرنا

﴿۶﴾ دن رات خطاؤں پر ہم کو ہے خطا کرنا
اور تم کو عطاؤں پر ہر دم ہے عطا کرنا

﴿۷﴾ سوکھی ہے میری کھیتی پڑ جائے بھرن تیری
اے ابر کرم اتنا تو بہر خدا کرنا

﴿۸﴾ کیوں نقش کف پا کو دل سے نہ لگائے وہ
ہے آئینہ دل کی نوری کو جلا کرنا

﴿مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ﴾

منقبت

بحضور قبلہ عالم غریب نواز حضرت خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہٗ

"ساڈا دوست دلیں دا"

ساڈا دوست دلیندا نور محمد خواجہ
ڈھولا یار چھیندا نور محمد خواجہ
ساری ساڈی سرم بھرم دا
تیڈے گل وچ لاجا
عرب وی تیڈی عجم وی تیڈی
ملک پنجاب دا راجہ
زمین زمن وچ وجدا گجدا
فیض تیڈے دا واجا
قدیم تیڈے وچ نوں من بھاگے
انگن میرے پوں پاجا
دلبر جانی یوسف ثانی
موہن مکھ ڈکھلا جا
نوشہ شہر مہار دا بنڑا
سکدی کوں گل لاجا
نین فرید دے درس پیاسے
آجا ناں ترسا جا

﴿از خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کوٹ مٹھن شریف﴾

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْن

❀ ❀ ❀

تذکرہ قبلہ عالم غریب نواز
حضرت خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہٗ
آف چشتیاں شریف

❀ ❀ ❀

قبلہ عالم کے فیض کا ہے در کھلا ہوا
چشتی فقیروں کا ہے جھنڈا لگا ہوا

حضرت قبلہ عالم غریب نواز حضرت خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہٗ، شاہ فخر الدین علیہ الرحمۃ کے محبوب ترین خلفاء میں سے تھے۔ مولانا غلام سرور لاہوری علیہ الرحمۃ (مؤلف خزینۃ الاصفیاء) کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ فخر جہاں دہلوی علیہ الرحمۃ کی جو عنایت بے غایت اور الطاف بے قیاس ان پر تھا اپنے خلفاء میں سے کسی پر نہ تھا۔ پنجاب میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ کی تبلیغ و ترویج ان ہی کی پر خلوص جدوجہد کا نتیجہ تھی۔ فرید الملت والدین حضرت سیدنا بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے بعد پنجاب میں سلسلہ چشتیہ کے کسی بزرگ نے ترویج سلسلہ میں اس قدر کوشش نہیں کی جتنی اٹھارویں صدی میں شاہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ نے کی تھی۔ تونسہ شریف، تو گیرہ شریف، حاجی پور، کوٹ مٹھن، ملتان، احمد پور، چاچڑاں، مکھڈ شریف، سیال شریف جلال پور شریف، گولڑہ شریف اور بھیرہ شریف وغیرہ مقامات کی خانقاہوں کے چراغ ان ہی کے ذریعے روشن ہوئے۔ یہاں تک کہ دوسرے سلسلوں کی رونق اس سلسلہ نظامیہ کے سامنے اس طرح گم ہوگئی جیسے آفتاب کے سامنے ستاروں اور چراغوں کا نور گم ہو جاتا ہے۔

﴿بحوالہ پیران چشت﴾

زقلم: صاحبزادہ محمد عرفان تو گیروی

آفتاب ملکِ ولایت، خورشید برجِ ہدایت، سند الواصلین قبلہ عالم غریب نواز

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہ العزیز

ولادت اور خاندان

آپ کا اسم مبارک بہبل ہے۔ اور لقب نور محمد یہ لقب آپ کو پیر و مرشد حضرت مولانا فخر الدین دہلوی علیہ الرحمۃ نے عطا فرمایا تھا۔ (آپ کو قبلہ عالم کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے) آپ کے والد گرامی کا نام ہندال تھا۔ آپ کی قوم کھرل تھی۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام عاقل بی بی تھا۔ جن کے والد کمال قوم چھٹہ سے تھے اور قصبہ پھولرہ کے رہنے والے تھے۔

آپ کی ولادت چودہ رمضان المبارک ۱۱۴۴ھ بمطابق ۱۲/اپریل ۱۷۳۰ء کو ہوئی۔ آپ کا مولد موضع چوٹالہ ہے۔ جو مہار شریف سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے۔ آپ کے والد پہلے اسی گاؤں میں رہتے تھے۔ پھر وہاں سے نقل مکانی کر کے مہار شریف میں آباد ہوئے۔ آپ کے تین بھائی تھے۔ (۱) ملک سلطان (۲) ملک برہان (۳) ملک عبدل آپ کی ایک بہن تھی۔ ان کی شادی اسلام خاں بن ساہوکا سے ہوئی تھی۔

مادرزاد ولی

قبلہ عالم غریب نواز حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ مادر زاد ولی تھے۔ مشہور ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ ابھی اوائل عمر میں تھیں کہ ایک صاحب کشف وکرامت بزرگ فتح محمد نیکو کارہ علیہ الرحمۃ نے جو حضرت مخدوم جہانیاں سید[1] -

[1] سید جلال الدین شاہ بخاری علیہ الرحمۃ بہت بڑے ولی کامل گزرے ہیں، ان کا مزار مبارک اوچ شریف میں ہے راقم الحروف (محمد عرفان تو گیروی) اور میرے مخلص دوست مولانا محمد اسلم نقشبندی قادری وغیرہ ہم تقریباً چھ، ساتھ دوست اوچ شریف حاضری کیلئے گئے تھے۔ اور وہاں پر سید جلال الدین بخاری علیہ الرحمۃ کے مزار مبارک پر بھی حاضری دی۔ الحمدللہ خوب روحانی سکون حاصل ہوا۔ یہ یاد رہے کہ ہم دونوں الحمد للہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے فقط مولانا منظور احمد فیضی علیہ الرحمۃ کا جنازہ پڑھنے کیلئے آئے تھے۔ (محمد عرفان تو گیروی)۔

جلال الدین بخاری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ شیخ عبداللہ جہانیاں نیکو کارہ علیہ الرحمۃ کے خلیفہ وسجادہ نشین تھے۔ آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ اس عاقل بی بی کے شکم مبارک سے غوث زمانہ پیدا ہوگا۔ جس کے فیض سے تمام جہان سیراب ہوگا جب حضرت عاقل بی بی کی شادی میاں ہندال سے ہوگئی اور وہ آپ کو موضع چوٹالہ میں اپنے گھر لے گئے تو اس جگہ کبھی کبھی ایک بزرگ آیا کرتے، جن کا نام حافظ شیخ احمد عرف دودی والا تھا۔ (وہ سبز پگڑی والا) کے نام سے بھی مشہور تھے۔ حافظ صاحب سلسلہ قادریہ کے ایک بزرگ سلطان محمود لنگاہ علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔ ان دونوں بزرگوں یعنی پیرومرید کی خانقاہ قصبہ دودہ میں ہے۔ جو کمالیہ (ضلع فیصل آباد) کے قریب ہے۔ یہ بزرگ جب چوٹالہ میں آتے تو حافظ محمد مسعود مہار کی مسجد میں قیام کرتے۔ آپ کے مرید اور دیگر مرد اور عورتیں وہیں آ کر زیارت کرتیں۔ جب حضرت عاقل بی بی آپ کی زیارت کیلئے جاتیں تو آپ سروقد کھڑے ہو جاتے۔ ایک دن حضرت عاقل بی بی نے عرض کیا کہ یا حضرت میری تعظیم کا سبب کیا ہے۔ فرمایا میں تمہاری تعظیم نہیں کرتا بلکہ تمہاری پیشانی میں جس غوث زماں کا نور سورج کی طرح چمکتا ہے میں اس کی تعظیم کرتا ہوں۔ نقل ہے حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کی پیدائش سے قبل آپ کی والدہ محترمہ نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک ایسا چراغ میرے گھر میں روشن ہوگیا جس کی روشنی آسمان سے زمین تک ہر جگہ جلوہ فگن ہے اور تمام روئے زمین کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

نیز تمام گھر میں خوشبو پھیل گئی ہے۔ آپ نے یہ خواب شیخ احمد دودی والا کو سنایا تو انہوں نے فرمایا خوف نہ کریں کہ آپ کے گھر میں ایک ایسا چراغ روشن ہوگا کہ تمام عالم اس کے نور سے منور ہو جائے گا۔ مؤلف مناقب لکھتے ہیں کہ فقیر نے اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کی زبان وحی ترجمان سے سنا تھا کہ ایک روز

شیخ احمد مذکور کا گزر ایک کنویں پر ہوا۔ جہاں عورتیں پانی بھرتی تھیں۔ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ کی والدہ بھی اس جگہ موجود تھیں۔ جب ان کی نظر آپ کی والدہ پر پڑی تو تیز تیز نظروں سے آپ کا چہرہ دیکھتا تھا اور کہتا تھا (بہل بہل بہل بہل) عورتوں نے پوچھا کہ اے فقیر یہ کیا بہل بہل کہتا ہے اور کیوں اس عورت کی طرف تیز تیز نظروں سے دیکھتا ہے۔ کہا میں دیکھتا ہوں کہ غوث زماں کس جٹ کے گھر میں پیدا ہوگا۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ چودہ رمضان المبارک کی رات پیدا ہوئے تھے۔ اس دن سے تمام ماہ رمضان میں آپ نے دن کے وقت دودھ نہیں پیا۔ رات کو پیتے تھے۔ اتفاقاً ان دنوں شیخ احمد مذکور پھر موضع چوٹالہ سے گزرے۔ آپ کی دادی صاحبہ آپ کی والدہ کو ان کے پاس لے گئیں۔ اور دن کے وقت دودھ نہ پینے کا حال بتایا۔ آپ نے فرمایا غم نہ کرو آپ کا بچہ غوث زمانہ ہے۔

رمضان شریف کی تعظیم کی خاطر دن کو دودھ نہیں پیتا۔ روزہ رکھتا ہے پھر فرمایا اس گھر کی قسمت کا کیا کہنا کہ جہاں ایسا قطب زمانہ پیدا ہو کہ جس سے تمام جہان کو فیض پہنچے گا اور دین رسولِ پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس سے تازگی حاصل ہوگی۔ (مناقب المحبوبین)

تحصیل علم

جب قبلہ عالم غریب نواز حضرت خواجہ نور محمد مہاوری علیہ الرحمۃ کی عمر چار سال، چار ماہ اور چار دن کی ہوئی تو آپ کے والد محترم قرآن پاک پڑھانے کیلئے آپ کو حافظ محمد مسعود مہار کے پاس لے گئے، جو اس زمانہ کے صالح اور متقی علماء میں سے تھے۔ آپ نے یہیں قرآن پاک پڑھا۔ اور حفظ کیا۔ جن دنوں آپ حافظ محمد مہار کے پاس قرآن پڑھ رہے تھے۔ تو اتفاقاً شیخ احمد مذکور تشریف لائے۔ جب حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ کے چہرہ مبارک پر نظر پڑی تو فرمایا۔ سبحان اللہ اس بچے پر ایک

زمانہ آئے گا کہ اس کے دروازہ پر شاہان عالم سجدہ ریز ہوں گے آپ کے استاذ محترم نے جب تعجب کا اظہار کیا تو شیخ مذکور نے فرمایا کہ اے مسعود تو اس بات سے بے خبر ہے۔ وقت آئے گا کہ میری اولاد بھی اس سے فیض یاب ہوگی۔ آخر وہی ہوا کہ شیخ احمد مذکور کا بیٹا شیخ غلام محی الدین حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاوری علیہ الرحمۃ کا مرید ہوا۔

اور پوتا شیخ امام الدین حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کا مرید ہوا۔ نیز نواب بہاولپور اور گردونواح کے تمام امراء وزراء مرید ہوکر آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ جب آپ نے قرآن پاک حفظ کرلیا تو والد صاحب علیہ الرحمۃ اور بھائیوں نے چاہا کہ آپ کو کسی کاروبار میں مشغول کریں۔ آپ نے جب ان کا یہ ارادہ دیکھا تو اپنے وطن سے ہجرت کر گئے یہاں سے روانہ ہوکر پہلے موضع بڈھیراں میں پہنچے، جو مہار شریف سے پانچ چھ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں چند کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد موضع ببلانا میں، جو پاکپتن شریف کے قریب ہے۔ شیخ احمد کھوکھر سے کچھ علم حاصل کیا۔ یہاں سے فارغ ہوکر آپ ڈیرہ غازی خان کی طرف چلے گئے اور وہاں شرح ملا تک پڑھا۔ وہاں سے پھر خواجہ محکم[1] الدین سیرانی علیہ الرحمۃ کی رفاقت میں لاہور تشریف لے گئے اور بہت مشکلات ومصائب برداشت کر کے مزید علوم حاصل کئے لاہور سے آپ تکمیل علم کی خاطر دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔

دہلی میں آمد

دہلی میں آکر آپ نے نواب غازی الدین خاں کے مدرسہ میں حافظ میاں برخوردار جی علیہ الرحمۃ سے کافیہ کی تعلیم شروع کی، ان کے بارے میں حضرت

1۔ خواجہ محکم الدین سیرانی علیہ الرحمۃ حضور قبلہ عالم کے استاذ بھائی تھے۔ اور آپ کے رشتے میں کزن تھے ان کا مزار مبارک خانقاہ شریف ضلع بہاولپور میں مرجع خلائق ہے۔ (بحوالہ ذکر سیرانی) از قلم علامہ فیض احمد اویسی صاحب بہاولپور۔

قبلہ عالم علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ میاں برخوردار اچھے آدمی تھے صاحب نسبت تھے۔ اور سلسلہ چشتیہ میں داخل تھے۔ کافیہ کے بعد قطبی کا درس شروع ہوا ہی تھا کہ آپ کے استاذ محترم کو اپنے وطن جانا پڑا۔ استاد محترم کو چلے جانے اور تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو جانے کی وجہ سے آپ بہت پریشان و متفکر رہنے لگے۔ کبھی دکن کی طرف چلے جانے کا ارادہ کرتے اور کبھی حاجیوں کے ساتھ مدینہ منورہ کا عزم کرتے۔ اسی حالت میں ایک شب آپ کے ایک ساتھی حافظ محمد صالح نے بتایا کہ ایک بہت اچھے بزرگ، عالم اور پیرزادہ دکن سے آئے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اگر کوئی طالب علم علم حاصل کرنا چاہے تو میں پڑھاؤں گا۔ آپ اپنے ساتھ قلندر بخش کو لیکر حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی ملاقات کیلئے روانہ ہوئے۔ (موخوذ از پیران چشت) از قلم: صاحبزادہ محمد عرفان تو گیروی

حضرت مولانا کی خدمت میں پہلی حاضری

خلاصۃ الفوائد میں اس پہلی حاضری کا حال اپنی زبان مبارک سے یوں درج ہے۔ اگلے دن صبح ہم دونوں ان کی خدمت میں گئے۔ جب حویلی کے نزدیک پہنچے خوشحال نام ایک خادم حویلی کے دروازہ پر بیٹھا تھا۔ کہنے لگا، آنجناب خانم بازار گئے ہیں۔ ہم دونوں واپس آ گئے۔ دوسرے دن میں ظہر کے وقت تنہا گیا۔ جب حویلی کے دروازہ پر پہنچا تو ایک دربان بیٹھا تھا۔ اور لوگ آ جا رہے تھے میں آ گے گیا تو حویلی کے اندر ایک دروازہ تھا اور دروازہ کے اندر ایک دالان تھا۔ اس دالان میں حضرت مولانا فخر الدین دہلوی علیہ الرحمۃ ایک تخت پوش پر تشریف فرما تھے۔ جس پر سفید چاندنی بچھی ہوئی تھی اور بڑا اگاؤ تکیہ رکھا ہوا تھا۔ ادھر میری حالت یہ تھی کہ کپڑے میلے تھے اور سر کے بال بڑھے ہوئے تھے۔ میں نے اپنا حال دیکھا اور متفکر ہوا کہ خدا کرے اس بزرگ پیرزادہ کے پاس میرے پڑھنے کی کوئی صورت نکل آئے۔ چونکہ

بندہ دروازہ کے سامنے کھڑا تھا۔ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی نظر مبارک مجھ پر پڑی۔ بندہ کو آگے طلب کیا۔ جب میں نزدیک گیا تو آپ اٹھے اور تخت پوش سے اتر کر بڑی تعظیم کے ساتھ فقیر سے اس طرح معانقہ کیا کہ جیسے ہم یاران قدیم مدت سے جدا تھے۔ اور اب ایک دوسرے سے بغل گیر ہو رہے ہیں۔ پھر فقیر کا ہاتھ پکڑا اور تخت پر اپنے پاس بٹھا لیا اور پوچھا کہ کون سا وطن ہے میں نے کہا کہ پاکپتن کے قریب۔ پاکپتن شریف کا نام سن کر بہت خوش ہوئے۔ فرمایا حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پوچھا یہاں کیسے آئے ہو۔ عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ تعلیم دیتے ہیں۔ میں بھی امیدوار ہوں۔ پوچھا پہلے کہاں پڑھا ہے۔ میں نے عرض کیا میاں برخوردار جیو علیہ الرحمۃ کے پاس فرمایا ہمارا پڑھانا مدت سے موقوف ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ ابھی تم انہیں سے پڑھو۔ فارغ ہو کر یہاں آجایا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ

"عرصہ مابین بسیار است ومسافت بعید۔ وقت مادریں آمد ورفت ضائع خواہد شد"

ترجمہ: آپ کے اور ان کے مکان کے درمیان بہت فاصلہ ہے۔ آمد و رفت میں وقت ضائع ہوگا۔

پھر مسکرا کر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

مابرائے وصل کردن آمدیم
نے برائے فصل کردن آمدیم

(روم علیہ الرحمۃ)

ترجمہ: ہم وصال کرانے کیلئے آئے ہیں۔ جدائی ڈالنے کیلئے نہیں آئے۔

اور فرمایا خیر میرے پاس ہی پڑھو پھر بڑی نوازش فرما کر پڑھانا شروع کر دیا سبحان اللہ علوم کا سمندر تھے الغرض حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہ

کر آپ نے تعلیم کا آغاز کیا اور قطبی کا درس لینا شروع کر دیا۔ ابھی یہ کتاب مکمل نہیں پڑھی تھی۔ کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا تم اپنا وقت علم ظاہری میں ضائع نہ کرو۔ ضرورت کے مطابق اتنا علم ہی کافی ہے۔ اب اس علم میں مشغول ہو جاؤ جس کے تم لائق ہو۔ پس آپ نے تعمیل ارشاد کی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ نے صرف قطبی تک پڑھا۔ لیکن تکملہ سیر الاولیاء سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اور زیادہ اکتساب علم کیا۔ یہاں تک کہ حدیث کی سند بھی لی۔

خواجہ قطب صاحب علیہ الرحمۃ کی حاضری

حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں پہلی حاضری اور حلقہ شاگردی میں داخل ہونے کے کچھ عرصہ بعد حضرت صاحب علیہ الرحمۃ دہلی شریف میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کی زیارت کیلئے روانہ ہوئے۔ میں نے بھی رفاقت کی درخواست کی جو قبول ہوگئی۔ وہاں کچھ عرصہ قیام فرما کر جب آپ دہلی واپس لوٹنے لگے تو میں نے عرض کیا کہ مجھے چند دن اور یہاں درگاہ شریف میں حاضری و قیام کی اجازت عطا فرمائیں۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی جب کبھی حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی زیارت کیلئے حاضر ہوا تھا تو دل یہی چاہتا تھا کہ یہیں رہنا چاہیئے۔ خیر آپ نے مجھے چند دن درگاہ شریف رہنے کی اجازت دیدی اور خرچ کیلئے بھی کچھ رقم عنایت فرمائی۔ نیز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے داروغہ لنگر میاں نور اللہ کو فرمایا کہ ہمارا یہ درویش چند دن یہاں رہے گا اس کے حصہ کی لنگر کی کھچڑی اس کے مکان پر پہنچا دیا کریں۔ ان دنوں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے لنگر میں کھچڑی پکتی تھی۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضور کسی چیز کی اجازت عطا فرمائیں کہ یہاں پڑھوں فرمایا ہم ملا ہیں۔ تم ہماری

بزرگی سے کہاں واقف ہو۔ خیر رخصت کے وقت ایک وظیفہ بندہ کو عنایت فرمایا۔ میرے ہم سبق دوستوں نے اصرار کیا کہ تمہیں یہاں رہنے نہیں دیں گے۔ ہمارے ساتھ ہی واپس چلو۔ لاچار قیام کا ارادہ ترک کر دیا۔ جب حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچا۔ تو آپ نے اپنے کندھوں سے سفید دوپٹہ اتارا اور مجھے عطا کیا۔ اور فرمایا کہ ہم نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ دوست تمہاری جدائی برداشت نہیں کر سکیں گے۔

بیعت

حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ ۱۱۶۵ھ بمطابق ۱۷۵۱ء میں اورنگ آباد سے ہجرت کر کے دہلی میں قیام کیلئے تشریف لائے تھے۔ آپ کی تشریف آوری کے چھ ماہ بعد حضرت خواجہ مہاروی علیہ الرحمۃ آپ سے بیعت ہوئے۔ خود فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کے دہلی میں ورود کے بعد سب سے پہلے بندہ ہی نے آپ سے بیعت کی۔ یہ واقعہ پاکپتن شریف روانہ ہونے سے پہلے ماہ ربیع الآخر میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کے عرس مبارک کے دن کا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب بندہ نے بیعت کیلئے حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ سے عرض کیا تو فرمایا کہ پہلے استخارہ کرو۔ اس کے بعد جیسا کہ تمہیں معلوم ہوگا اشارہ کے مطابق عمل کروں گا۔ کہ یہی دستور ہے۔ میں حسب الارشادرات کے وقت ورد پڑھ کر سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے پکے ہوئے کھانے کا ایک طبق میرے ہاتھ میں دیا اور حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کا جبہ میری گردن میں ڈال دیا اس حالت میں کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ آگے آگے چل رہے ہیں اور میں آپ کے پیچھے پیچھے جا رہا ہوں جب صبح ہوئی تو میں نے رات کے استخارہ کی حقیقت بیان کی۔ فرمایا کہ اب چند دن کلمہ استغفار پڑھو میں نے اسے بھی چند دن پڑھا۔ اس سے

فراغت کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے مزار مبارک پر لے جا کر مجھے بیعت فرمایا۔ (ماخوذ از مناقب المحبوبین)

مہار شریف میں واپسی

دہلی میں تشریف آوری کے کچھ عرصہ بعد حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے پاکپتن شریف جانے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ بھی اس سفر میں حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کے ساتھ ہی حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کے عرس مبارک میں شرکت کیلئے پاکپتن تشریف لائے۔ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا مولانا ''نور محمد'' عرس میں ابھی دیر ہے تمہیں آٹھ دن کی رخصت ہے آپ مہار شریف چلے جائیں اور اپنی والدہ محترمہ سے ملاقات کر کے واپس آجائیں۔ آپ مہار شریف کی طرف روانہ ہوئے سب سے پہلے آپ اپنے استاد محمد مسعود صاحب کی مسجد میں گئے۔ اور ان سے ملاقات کی۔ آپ کے استاذ نے کسی آدمی کو آپ کی والدہ محترمہ کے پاس بھیجا۔ آپ کی والدہ محترمہ تشریف لائیں پہلے تو آپ کو نہ پہچانا کہ آپ اہل دہلی کے لباس پاجامہ کرتا میں تھے اور چارتر کی ٹوپی سر پر تھی۔ جب پہچانا تو آپ والدہ صاحبہ کے قدموں میں گر گئے اور اپنی والدہ صاحبہ کے ساتھ اپنے گھر آ گئے۔ مہار شریف میں آپ نماز فجر سے زوال تک حافظ محمد مسعود علیہ الرحمۃ کی مسجد میں مراقبہ میں مشغول رہتے تھے۔ گھر جا کر کھانا کھاتے اور پھر مسجد میں جا کر مشغول ہو جاتے۔ ایک دن حافظ شرف الدین مہار علیہ الرحمۃ نے حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ میاں بہبل آپ ہندوستان میں اتنا عرصہ رہے کچھ پڑھا بھی۔ فرمایا میں نے کچھ نہیں پڑھا۔ ایک ہندوستانی پیرزادہ دکن سے دہلی آیا تھا ان کی خدمت میں رہ کر ان کے برتن صاف کرتا رہا۔ حافظ شرف الدین

نے کہا کہ تو نے کیوں اتنی زندگی خراب وضائع کی۔ حالانکہ مولوی احمد یار، مولوی محمد صالح، مولوی اسد اللہ اور دیگر لوگ یہاں سے دہلی گئے اور عالم بن کر لوٹے۔ ایک ہفتہ مہار شریف میں قیام کے بعد حضرت خواجہ مہاروی علیہ الرحمۃ اپنی والدہ محترمہ کی اجازت سے پاکپتن شریف لوٹے تو حافظ شرف الدین اور مہار شریف کے بہت سے اور آدمی بھی پاکپتن شریف کے عرس مبارک میں شرکت کیلئے آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ سب پیدل تھے مگر حافظ شرف الدین گھوڑی پر سوار تھے۔ جب پاکپتن شریف پہنچے تو جونہی حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کے ساتھیوں نے حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کو دیکھا تو بھاگ بھاگ کر آپ کے قدموں میں گرنے لگے اور کہنے لگے میاں صاحب آ گئے میاں صاحب آ گئے۔ حافظ شرف الدین نے جب یہ حال دیکھا تو حیران ہو گئے۔ حضرت خواجہ مہاروی علیہ الرحمۃ نے پہلے روضہ شریف میں حاضر ہو کر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کی زیارت کی۔ پھر حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں جا کر قدم بوسی کی۔ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ آپ کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے۔ آپ کی والدہ اور گھر والوں کے حالات پوچھے اور فرمایا۔ میاں صاحب آپ پر پہلی خدمت معاف ہے اب آپ کو دوسری خدمت کیلئے مامور کیا جاتا ہے۔ آپ برج نظامی میں قیام کریں۔ اور وہاں مشغول ہو جائیں۔ آپ نے حسب الارشاد برج میں قیام کیا اور مشغول ہو گئے۔

اجازت بیعت

اس دن کے بعد جو کوئی بھی حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مرید ہونے کیلئے آتا اسے فرماتے کہ میاں نور محمد سے مرید ہو جاؤ۔ چنانچہ بہت سے لوگ اس سال پاکپتن شریف میں آپ سے مرید ہوئے۔ حافظ شرف الدین نے

جب یہ حال دیکھا تو آپ سے التماس کی کہ مجھے بھی اپنے پیرو مرشد سے مرید کرادیں حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا میاں شرف الدین تم بھی میاں صاحب سے بیعت ہو جاؤ۔ کہ ان کی بیعت میری بیعت ہے۔ چنانچہ حافظ صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ سے بیعت کی۔

قلم اور تلوار

منقول ہے کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ پاکپتن تشریف لائے اور یہاں چند ماہ قیام کیا۔ تو لنگر کا تمام انتظام حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ کے سپرد تھا۔ ایک دفعہ خرچ ختم ہوگیا۔ تو مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ کچھ موجود ہے کہ اسے فروخت کر کے لنگر جاری رکھا جائے۔ عرض کیا کہ آپ کی تلوار کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔ فرمایا میری تلوار کل فروخت کر دو اور درویشوں کو کھانا کھلاؤ۔ اتفاقاً اسی رات چور آئے اور وہی تلوار چوری کر کے لے گئے۔ آپ نے صبح حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں اطلاع دی کہ حضور رات آپ کی تلوار چوری ہوگئی فرمایا۔

الحمد للہ ہمارے توکل کو تلوار کے فروخت کرنے سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ اچھا ہوا کہ چوری ہوگئی۔ کہتے ہیں کہ چوروں نے وہ تلوار نواب ہاشم خاں ہانسی کے پاس فروخت کر دی۔ اسی دن سے وہ بیمار رہنے لگا۔ دوستوں میں سے کسی نے کہا کہ یہ تلوار ہندوستان کے ایک کامل بزرگ کی ہے۔ اس لیے تو بیمار ہے۔ نواب صاحب کا ایک دوست حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں معافی و دعا کیلئے حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ وہ تلوار حضرت سجادہ نشین پاکپتن شریف کی خدمت میں پیش کر دو تو بیماری جاتی رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ صاحبزادہ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا کہ وہ تلوار اب بھی دیوان صاحب سجادہ نشین گنج شکر کے ہاں موجود

ہے۔ خواجہ محمود بخش مہاروی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے ایک دن میں سنگھڑ شریف (تونسہ شریف) میں چاشت کے وقت حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے حجرہ میں عین مشغولی کی حالت میں حاضر ہوا۔

آپ مراقبہ میں مشغول بیٹھے تھے۔ اور چہرہ مبارک پر بہت مسرت وبشاشت نمایاں تھی۔ میں نے عرض کیا یا حضرت آج میں آپ کے چہرۂ مبارک پر بہت مسرت پاتا ہوں۔ فرمایا ہاں صاحبزادہ صاحب آج میں خوش ہوں کہ آج میں نے اپنے دادا پیر حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی دو دفعہ زیارت کی ہے۔ فرماتے تھے کہ ''اے محمد سلیمان وہ فولا دی قلم جو انتقال کے وقت میں نے تمہیں دیا تھا۔ اور گڑھی اختیار خاں میں چوری ہو گیا تھا، اس قلم کو جس نے چوری کیا تھا اس کی بنیاد جڑ سے اکھڑ گئی اور وہ شخص جس نے پاکپتن میں میری تلوار چرائی تھی ہمیشہ اس کی نسل میں تلوار چلتی رہے گی۔

عرس مبارک کے اختتام پر حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ سے فرمایا کہ میاں ''نور محمد'' ہم یہاں دو ماہ مزید قیام کریں گے۔ تمہیں بھی دو ماہ کی رخصت ہے اپنی والدہ صاحبہ سے اچھی طرح ملاقات کر کے دو ماہ بعد ہمارے پاس آ جانا۔ چنانچہ آپ مہار شریف کی طرف پھر روانہ ہوئے۔ اس دفعہ حافظ شرف الدین نے اپنے گھوڑے پر آپ کو سوار کرایا۔ اور خود پا پیادہ آگے آگے چلا۔ آپ نے دو ماہ مہار شریف میں قیام فرمایا۔ اس عرصہ میں تمام وقت یاد حق میں مشغول رہے اور مہار کے رہنے والوں کو راہ ہدایت کی تلقین کرتے رہے۔ جب دو ماہ کے بعد پھر اپنی والدہ محترمہ سے اجازت لیکر پاکپتن شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ تو اس دفعہ اپنے برادران ملک سلطان اور ملک برہان کو اپنے چچا لکھمیر اور اپنے استاذ حافظ محمد مسعود علیہ الرحمۃ کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ اور حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بیعت کیلئے پیش کیا۔ آپ نے اٹھ کر ہر ایک سے معانقہ کیا۔ اور سب کو بیعت سے

مشرف فرمایا۔ اس واقعہ کے تین چار روز بعد حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ دہلی کی سمت روانہ ہوئے تو حضرت خواجہ مہاروی علیہ الرحمۃ بھی ان کے ساتھ ہی دہلی چلے گئے۔

مہار شریف میں مستقل سکونت

پاکپتن شریف سے واپسی کے بعد یہ دستور رہا کہ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ چھ ماہ دہلی میں اپنے پیرومرشد کی خدمت میں رہتے تھے اور چھ ماہ مہار شریف میں قیام فرماتے تھے خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ آخر ایک روز حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ سے فرمایا

''اے نور محمد خلق راباتو کار خواہد بود''

ترجمہ: مخلوق کو آپ سے کام پڑے گا۔

یہ سن کر آپ متعجب ہوئے۔ عرض کیا میں کمترین پنجابی ہوں۔ کس طرح اس بلند مرتبہ کے لائق سمجھا گیا ہوں۔ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ خاموش رہے چند روز بعد خلافت عطا فرما کر مہار شریف میں قیام کا حکم دے دیا۔ خواجہ غلام فرید مہاروی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ جب حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ نے مہار شریف میں مستقل قیام اختیار کیا تو ہر جمعہ کو مہار شریف سے پاکپتن شریف جاتے اور حضور بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کے روضہ مبارک میں حاضری دیتے۔ یہ آپ نے اپنا وظیفہ بنا لیا تھا۔ پندرہ سال یہی معمول رہا۔ کہ ایک جمعہ بھی قضا نہ ہوا۔ اور مہار شریف سے پاکپتن شریف چالیس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ آخر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کا حکم ہوا کہ اب اتنی تکلیف نہ کیا کریں۔ اب ہر جمعہ کو میرے پوتے خواجہ تاج سرور علیہ الرحمۃ کی زیارت کر لیا کریں۔

اس دن کے بعد ہر جمعہ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ مہار شریف

سے حضرت خواجہ تاج سرور علیہ الرحمۃ کی زیارت کیلئے جاتے تھے۔ اور کچھ فاصلہ ننگے پاؤں چل کر طے کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ اس قبرستان میں بہت سے صلحاء اور متقی لوگ سو رہے ہیں۔

چشتیاں شریف

مؤلف مناقب لکھتے ہیں کہ یہ شیخ تاج سرور چشتی علیہ الرحمۃ حضور بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے دیوان بدرالدین سلیمان علیہ الرحمۃ کے بیٹے تھے۔ اس قصبہ میں ان کی بہت زیادہ اولاد رہتی تھی۔ اس وجہ سے اس قصبہ کو بستی تاج سرور بھی کہتے تھے۔ اور بستی چشتیاں بھی چشتیاں شریف مہار شریف سے تقریباً آٹھ کلومیٹر جنوب کی طرف واقع ہے۔ اور حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کی خانقاہ شریف بھی چشتیاں شریف میں ہے۔

اوصاف حمیدہ کا ذکر جمیل

﴿۱﴾ فرمایا کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی ذات مبارک کیا کمال کی تھی، کہ جس طرح کے دہلی میں آئے تھے اسی طرح کے پاک وصاف دنیا سے رخصت ہو گئے نہ کسی سے کچھ لینا اور نہ کسی کا کچھ دینا تھا۔ اپنے بعد کوئی نزاع نہ چھوڑا۔ آپ کی بیماری کے دوران دو ہزار روپیہ دکن سے آپ کی خدمت میں آیا۔ اسی وقت اس میں سے بارہ سو ان قرض خواہوں کو دے دیا جن سے لنگر کیلئے قرض لیا ہوا تھا۔ اور باقی آٹھ سو مستحقین میں تقسیم کر دیا۔

﴿۲﴾ فرمایا کہ ایک دن حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ وضو کرتے وقت بہت خوش تھے۔ بندہ سے پوچھا کہ تمہارے آباؤ اجداد کیا کسب کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ زراعت کرتے تھے۔ مویشی چراتے تھے۔ اور ان کا دودھ دوہتے تھے۔ اور اب

آپ جو حکم فرمائیں حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے قدرے سکوت کے بعد فرمایا کہ اب میں تمہیں اپنا کسب سکھاؤں گا۔

﴿۳﴾ فرمایا کہ ایک دفعہ میں اجمیر شریف کے راستہ دہلی شریف حاضر ہوا جس دن میں دہلی پہنچا اور حاضر خدمت ہوا تو پتہ چلا کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ اپنے مکان پر چاندنی کی چھت کے نیچے دیر سے تشریف فرما تھے۔ اور میرا انتظار فرما رہے تھے جب میں قدم بوس ہوا تو گلاب کا ٹھنڈا اور میٹھا شربت میرے رفقاء کو عنایت فرمایا اور فرمانے لگے کہ تمہارے لیے ایک اچھا سا عمل نکال کر رکھا ہوا ہے میرے حاضر ہونے سے قبل بھی آپ اپنے دوستوں سے فرما رہے تھے کہ ہم نے ایک اچھا سا عمل تلاش کر کے رکھا ہوا ہے۔ فلاں کو بتائیں گے چنانچہ چند دنوں کے بعد جب کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ ایک علیحدہ مقام پر بہت خوش بخوش تشریف فرما تھے۔ مجھے یاد فرمایا۔ میں حاضر ہوا فرمایا اس جگہ اور تو کوئی نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کوئی نہیں ہے۔ مسکرا کر فرمایا۔ کہ دیکھو کوئی چھپا نہ بیٹھا ہو۔ میں نے عرض کیا کہ کوئی نظر نہیں آتا۔ اس کے بعد از راہ کرم وہ عمل مجھے تلقین فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر کسی کو اس کام کے اہل سمجھو تو پھر اسے بتانا اور ہمارے تمام عملوں کو پوری حفاظت سے رکھنا۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی دغا بازی سے لے جائے اور بے محل صرف کرے۔

﴿۴﴾ فرمایا کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی ذات مبارک خوش طبع تھی مگر جس وقت بندہ حاضر ہوتا تھا خوش طبعی نہیں فرماتے تھے۔ اور میں بھی جب دیکھتا کہ خوش طبع کرنے والے احباب آ گئے ہیں تو اٹھ کر چلا جاتا۔ اور وجہ یہ تھی کہ آپ ہر طرح کے انسان کی نگہداشت اس کے مزاج کی مناسبت سے کرتے تھے۔ اور یہ بھی تلقین کا ایک طریقہ تھا۔

﴿۵﴾ فرمایا حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کے دالان کے نزدیک تمام دوست ہوتے تھے۔ مگر مجھے وہاں جگہ میسر نہ تھی۔ چنانچہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے

مجھے فرمایا تھا کہ تم علیحدہ مکان میں رہو اور کتاب کا سبق بھی بندہ کو خلوت میں دیتے تھے۔ جب میں فارغ ہو جاتا تو پھر دیگر مولوی صاحبان آتے تھے اور پڑھتے تھے۔

﴿۶﴾ فرمایا بندہ اور خدا کے درمیان پردہ وحجاب یہی دوئی ہے۔ ہم نے ساری زندگی میں صرف ایک شخص کو غرور وتکبر سے پاک دیکھا اور وہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کو بعد میں فرمایا کہ جب پہلی مرتبہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ دہلی تشریف لائے تو خدمت میں ایک آدمی اور ایک غلام تھا۔ اور بندہ نے بھی آپ کی تشریف آوری کے تقریباً تین ماہ بعد غلامی حاصل کی تھی۔ مگر دہلی آکر بعد میں بادشاہ، امراء اور وزراء اکثر آپ کے عقیدت مند ہو گئے اور زیارت کیلئے آتے تھے مگر پہلے دن سے لیکر اب تک تقریباً پینتیس برس گزر چکے ہیں آپ کے مزاج مبارک میں ذرہ بھر فرق نہیں پایا۔ صرف اس لئے کہ غرور وتکبر دل میں نہیں تھا۔ جب فاقہ میں تھے تو بھی یہی حال تھا۔ اور جب ہزاروں روپیہ آنے لگا پھر بھی وہی حال تھا۔

﴿۷﴾ فرمایا کہ قیام دہلی میں حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کے لنگر میں بعض دفعہ شام کو کھانے کیلئے کچھ نہیں ہوتا تھا سب اسی طرح فاقہ سے سو جاتے۔ کبھی اگر آدھی رات کو چند روٹیاں آجاتیں تو اس وقت میاں احمد جیو تقسیم پر مامور ہو جاتے۔ اور روٹی کا ایک ایک ٹکڑا مدرسہ میں تمام چھوٹے بڑوں میں تقسیم کر دیتے۔ اور کبھی اسی طرح صبح تک فاقہ رہتا۔ اور حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ بھی دوستوں کے ساتھ فاقہ میں رہتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ فاقہ ہم انسانوں کی شامت اعمال کے سبب سے آتا ہے۔

﴿۸﴾ فرمایا کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کا ایک خاص بیاض تھا جس میں بہت سے اعمال درج تھے البتہ اس بیاض میں جملہ اعمال واشغال اشارات ورموز میں بھی درج کئے گئے تھے۔ جو کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتے تھے۔ اس بیاض میں عجائبات کبیرہ اور اشغال کثیر کے علاوہ وہ احوال و واردات بھی درج تھے۔ جو حضرت مولانا

صاحب علیہ الرحمۃ کو اورنگ آباد سے دہلی کے سفر کے دوران یا اجمیر شریف کے سفر کے دوران پیش آئے تھے۔ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ اس بیاض کو سب سے چھپا کر رکھتے تھے۔ البتہ بندہ نے اس بیاض کو اچھی طرح دیکھا ہوا ہے۔ کیونکہ بندہ کو حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے خود مطالعہ کیلئے عنایت فرمایا تھا۔

﴿۹﴾ منقول ہے کہ ایک رات قبلہ عالم غریب نواز حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ حضرت مولانا فخر جہاں دہلوی علیہ الرحمۃ کے اوصاف حمیدہ کا ذکر کر رہے تھے مولانا نور محمد صاحب نارووالہ علیہ الرحمۃ نے عرض کیا کہ یا حضرت کہ جب ہم آپ کی معیت میں حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے تو حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ کے تمام دوستوں کی خاطر داری کیلئے ایک ایک دفعہ تنہائی وخلوت خاص میں سب کو سرفراز فرمایا تھا۔ نیز کتاب کا ایک لفظ سمجھانے کیلئے فرمایا تھا کہ یاد رکھیں کسی وقت بتاؤں گا بندہ رات کے وقت چراغ کی روشنی میں مطالعہ کر رہا تھا کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ بندہ کے قریب آئے۔ اس لفظ کو یاد فرمایا۔ ہر مولوی محمد اکرم کو طلب کیا اور لفظ مذکور سمجھایا۔ عجب خلق عظیم تھا کہ ہماری عرض کو کہتے تھے کہ کیا ارشاد ہے اور اپنے ارشاد کو کہتے تھے کہ عرض یہ ہے۔

﴿۱۰﴾ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میرا تعلق حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ سے تقریباً پینتیس برس رہا لیکن حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کو ابتدا تا انتہا تمام سرگزشت یاد تھی۔ چنانچہ ابتدائے حال میں ایک دفعہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے بندہ کو ایک عمل پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ میں نے اس کا پڑھنا سالہا سال تک جاری رکھا۔ مگر کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ مدت کے بعد ایک دن حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے پوچھا کہ فلاں ورد پڑھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ پڑھتا ہوں۔ فرمایا کہ اس کے کوئی فوائد ظہور میں آئے۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ

اب اسے کم پڑھا کرو۔ میں نے تعمیل کی اور کم پڑھنا شروع کر دیا۔ چند روز بعد پھر پوچھا کہ اب کوئی اثر معلوم ہوتا ہے میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا اب آئندہ اس ورد کا پڑھنا موقوف کر دو۔ میں نے موقوف کر دیا۔ پس اسے ترک کرنے سے اس ورد کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ بلکہ اب تک ظاہر ہو رہے ہیں۔

قبلہ عالم خواجہ مہاروی علیہ الرحمۃ کے بارے میں حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کے چند فرمودات

﴿۱﴾ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ دہلوی سے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سید حسن رسول نما ہر شخص سے پانچ سو روپیہ نذر لے کر اسے نبی کریم ﷺ کی مجلس میں داخل کر دیتے تھے۔ یہ درست ہے یا نہیں۔ فرمایا درست ہے۔ مگر حق تعالیٰ نے ہمیں ایک مرید دیا ہے۔ جو خدا نما ہے۔ اور بغیر نذر لیے خدا کو دکھا دیتا ہے۔ اور اس مرید سے مراد حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ تھے۔

﴿۲﴾ مولوی دیدار بخش پاکپتنی، خاندان چشتیہ صابریہ کے ایک مشہور بزرگ میاں صابر بخش صاحب علیہ الرحمۃ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت مولانا صاحب دہلوی علیہ الرحمۃ کے وصال کے ایام قریب آئے تو میں اور دیگر مشائخ جمع ہو کر حضرت مولانا صاحب دہلوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے پس میں نے اور میرے چچا خواجہ خواج بخش صاحب علیہ الرحمۃ نے پوچھا کہ یا حضرت آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلفاء میں سے کس خلیفہ کو آپ کے سجادۂ ارشاد پر بٹھایا جائے۔ فرمایا میں نے جس کو اپنی جگہ خلیفہ و قائم مقام بنانا تھا پہلے ہی بنا چکا ہوں۔ اور اس کام سے فراغت پا چکا ہوں۔ اور وہ قبلہ عالم غریب نواز حضرت خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہٗ ہیں۔

﴿۳﴾ حضرت مولانا فخر جہاں دہلوی علیہ الرحمۃ کے مریدین وخلفاء بے شمار تھے مگر جو توجہ خاص حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ پر تھی وہ کسی پر نہ تھی جب آپ کو خلافت ونعمت عطا فرمادی تو اس کے بعد جو کوئی بھی حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں طلب خدا کیلئے آتا اسے قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیج دیتے اور اکثر یہ ہندی دوہڑہ پڑھا کرتے تھے۔

تن مٹکے من جھیر نا سُرت بلوؤں ہار
مکھن پنجابی لے گیا چھاچھ پیو سنسار

چنانچہ اس دوہڑہ کے مطابق نواب غازی الدین خاں علیہ الرحمۃ نے اپنی مثنوی میں حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کا ذکر یوں لکھا ہے۔

شیخ در حق اُوچنیں فرمود — کیں زماہر چہ بودہ است ربود
نیز ارشاد آں شہ دین است — کایں زماں قطب وقت خود بوداست
ہم بگفتا کزیں جہاں آرا — شدہ امید مغفرت مارا

ترجمہ : شیخ نے ان کے حق میں یہ فرمایا کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی تھا اس نے لے لیا ہے نیز اس دین کے بادشاہ کا یہ ارشاد ہے کہ یہ اس زمانہ کا قطب ہے نیز یہ بھی فرمایا کہ اس جہاں آرا کے طفیل ہمیں بھی مغفرت کی امید ہوگئی ہے۔

نواب مذکور نے اپنی کتاب اسماء الابرار میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مولانا ضیاء الدین جے پوری علیہ الرحمۃ فرماتے تھے۔ کہ ہم جیسے تمام مریدوں نے مجاہدہ ومحنت سے نعمت حاصل کی مگر حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنی نعمت خاص قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ کو خود عطا فرمائی اور وہی حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ کو خود عطا فرمائی اور وہی حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کے قائم مقام ہیں۔

﴿۴﴾ جب قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کو حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ سے آپ کا قرب ظاہری و باطنی روز بروز بڑھنے لگا۔ اور مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی صحبت بابرکت سے آپ کا وجود مبارک نور خالص بن گیا۔ جیسا کہ کسی نے لکھا ہے۔

آہن کہ بپارس آشنا شد فی الحال صورت طلا شد
خورشید نظر چوکرد برسنگ آں سنگ لعل بے بہا شد

ترجمہ: لوہا جب پارس سے آشنا ہوا تو سونا بن گیا اور سورج نے جب پتھر پر نظر ڈالی تو وہ پتھر قیمتی لعل بن گیا۔

اس پر حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کے دیرینہ خدام قبلہ عالم علیہ الرحمۃ پر رشک کرنے لگے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ایک دن حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت یہ پنجابی شخص جو آپ کی خدمت میں آیا ہے اس کی قوم کھرل ہے۔ اس کا ایک رشتہ دار یا ہم قوم مرزا نام جھنگ سیال (جہاں پر ہیر رانجھا بھی ہوئے ہیں) کہ ایک زمیندار کی صاحب جمال لڑکی صاحباں کو اپنے ساتھ ورغلا کر لے گیا تھا اس عورت کے ورثاء کی فوج نے پیچھا کر کے ساندل کے جنگل میں اسے قتل کر دیا۔ یہ "نور محمد" اسی قوم سے ہے۔ اس کا آپ کی خدمت میں رہنا مناسب نہیں۔ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے مسکرا کر فرمایا کہ مرزا کھرل نے تو صرف ایک صاحباں کو اپنے عشق میں مبتلا کیا تھا۔ انشاءاللہ ہمارا یہ پنجابی ایک جہان کو اپنے عشق میں مبتلا کرے گا۔ اور اپنے ساتھ جنت میں لے جائے گا۔ آخر وہی ہوا کہ آپ نہ صرف وارث نعمت ہوئے۔ بلکہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کے عین وجود کے بھی وارث ہوئے۔ اور پنجاب اور ہندوستان کی ہزارہا مخلوق کو آپ نے اپنے عشق میں مبتلا کیا۔

حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ کے حق میں فرمایا تھا کہ اگر یہ پنجابی میرے پاس نہ آتا تو میں اس دنیا سے اپنے ارمان اپنے دل میں ہی لیکر مر جاتا۔

﴿۵﴾ ایک دن حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے "نور محمد" سبحان اللہ کہاں دکن اور کہاں پاکپتن۔ پروردگار کی قدرت دیکھو کہ مجھے دکن سے لائے اور تمہیں پاکپتن سے۔ اور پھر یہ شعر پڑھا۔

حسن زبصرہ، بلال ازجبش، صہیب ازروم
زخاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی است

ترجمہ: حسن بصرہ سے، بلال جبش سے اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہم روم سے آ کر فیضیاب ہوئے مگر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ خاک مکہ سے ابوجہل پیدا ہوا۔

کرامات وخوارق عادت

﴿۱﴾ میاں نور بخش مہاروی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ کوٹ مٹھن کے قریب ایک قاضی صاحب نے کرامات وخوارق عادت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ سے عرض کیا کہ حضرت آپ سے ایک وعدہ چاہتا ہوں کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو آپ میرا جنازہ پڑھائیں فرمایا انشاءاللہ عزوجل میں ہی تمہارا جنازہ پڑھاؤں گا۔ قاضی صاحب مذکور ابھی حیات تھے کہ حضرت قبلہ عالم مہارروی علیہ الرحمۃ کا وصال ہو گیا قاضی صاحب کو فکر لاحق ہوئی کہ اب حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ میری نماز جنازہ کی امامت کیسے فرمائیں گے۔ الغرض کچھ عرصہ بعد قاضی صاحب فوت ہو گئے۔ جب ان کا جنازہ تیار کر کے صحرا کی طرف لے گئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک گھڑ سوار گھوڑا دوڑاتا آ رہا ہے اور چار پانچ آدمی پا پیادہ اس کے ساتھ دوڑتے آ رہے ہیں۔ جب قریب آئے تو ہر شخص نے پہچان لیا کہ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ ہیں سب نے قدم بوسی کی اور اس وقت سب کے دل سے یہ بات محو ہو گئی کہ حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ تو فوت ہو چکے ہیں۔ آپ نے قاضی صاحب علیہ الرحمۃ کی نماز جنازہ پڑھائی

اور نظروں سے غائب ہو گئے۔ اس وقت لوگوں کو احساس ہوا کہ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ اس فانی دنیا سے اوجھل ہو گئے ہیں یہاں تو صرف وعدہ پورا کرنے کیلئے تشریف لائے تھے۔

﴿۲﴾ میاں نور بخش مہاروی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ مولوی ضیاء الدین صاحب سکنہ مہار شریف خواجہ نور الصمد شہید علیہ الرحمۃ کے استاذ اور حضرت مولانا صاحب دہلوی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے، انہیں حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کی ولایت پر زیادہ اعتماد نہ تھا۔ فقط پیر بھائی سمجھتے تھے ایک بار انہوں نے حج کا ارادہ کیا۔ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ مولوی صاحب آپ کا یہاں رہنا بہتر ہے کہ چند اور لوگ آپ سے علم حاصل کر لیں گے۔ مگر انہوں نے حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کے حکم کے مطابق عمل نہ کیا اور رخصت لے کر روانہ ہو گئے۔ روانگی کے وقت حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ خیر مولوی صاحب آپ حج پر جائیں البتہ اگر کہیں مشکل پڑے تو فقیر کو یاد کر لیں انشاء اللہ عزوجل بندہ کو حاضر پائیں گے۔ مولوی صاحب روانہ ہو گئے۔ دوران سفر سمندر میں ایک دن طوفان آ گیا اور جہاز غرق ہونے لگا۔ تمام مخلوق نالہ و فغاں کرنے لگی۔ مولوی صاحب کو حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کے وہ الفاظ یاد آ گئے۔ کہنے لگے یا حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ جی مدد فرمائیے۔ اسی وقت مولوی صاحب پر غنودگی طاری ہو گئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ اسی جہاز میں سوار ہیں۔ اور فرماتے ہیں ''مولوی صاحب غم نہ کرو'' میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اس تمام مخلوق کو تمہارے طفیل غرق ہونے سے بچاتے ہیں۔ جب بیدار ہوئے تو مولوی صاحب نے جہاز میں سوار لوگوں کو کہا کہ دوستو غم نہ کرو انشاء اللہ عزوجل ہم غرق نہیں ہوں گے آخر اللہ تعالیٰ نے جہاز کو خیر و عافیت سے کنارے پر لگا دیا اور سب صحیح وسلامت مکہ معظمہ پہنچ گئے۔

عرفات کے میدان میں کیا دیکھتے ہیں کہ خطبہ حج کے وقت حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ بھی اسی صف میں کھڑے ہیں۔ جہاں مولوی صاحب تھے۔ جب خطبہ ختم ہوا تو غائب ہو گئے۔ مولوی صاحب نے ان لوگوں سے جو صف میں آپ کے برابر کھڑے تھے پوچھا کہ وہ بزرگ کہاں گئے۔ کہنے لگے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ البتہ یہ بزرگ پنجابی ہے اور ہم اسے ہمیشہ خانہ کعبہ میں دیکھتے ہیں۔ اور ہر سال موسم حج میں بھی یہاں موجود ہوتے ہیں۔ مولوی صاحب حج میں بھی یہاں موجود ہوتے ہیں۔ مولوی صاحب حج سے فارغ ہو کر وطن پہنچے تو حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ نہر ہریاری تک تشریف لائے۔ مولوی صاحب دوڑ کر قدم بوس ہوئے۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب آپ کا یہ سر حرمین شریفین میں پہنچا ہے۔ میرے پاؤں میں نہ رکھیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ حضور میں دونوں مقامات کو آپ کی قدم بوسی کی خاطر چھوڑ کر آرہا ہوں۔ پس حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ نے راہِ خدا میں ان کی ایسی تربیت کی کہ تکمیل وخلافت کے درجہ تک پہنچا دیا۔

﴿۳﴾ حضرت صاحبزادہ نصیر بخش مہاروی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کا دستور تھا کہ جب آپ ملک لماں (جس سے مراد بہاولپور، احمد پور شرقیہ، اوچ شریف اور کوٹ مٹھن کا علاقہ ہے)

کا سفر کرتے تو پہلے اوچ شریف تشریف لے جاتے۔ پھر سید پور، نارووالہ اور پھر کوٹ مٹھن۔ ایک دفعہ جب اس طرف تشریف لے گئے۔ اور سید پور پہنچے تو

ا۔ اوچ شریف میں بہت بڑے بڑے اکابرین کے مزارات ہیں۔ یہ احمد پور شرقیہ سے تقریباً بیس کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اوچ شریف میں مشہور دربار حضرت سید جلال الدین بخاری علیہ الرحمۃ کا ہے۔ راقم (محمد عرفان تو گیروی) اور میرے مخلص دوست مولانا محمد اسلم نقشبندی قادری نے یہاں پر حاضری بھی دی ہے۔ (محمد عرفان تو گیروی)۔

قاضی عاقل محمد علیہ الرحمۃ کی علالت کی خبر سنی۔ یہ سن کر نارووالہ نہ گئے اور سیدھے کوٹ مٹھن جانے کا ارادہ فرمالیا۔ حضرت مولوی نور محمد صاحب نارووالہ علیہ الرحمۃ آپ کے استقبال کیلئے نارووالہ سے سید پور پہنچے ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور حسب دستور اس فقیر کے غریب خانہ پر تشریف لے چلیں۔ اور پھر کوٹ مٹھن تشریف لے جائیں۔ فرمایا ہمارا اسی وقت کوٹ مٹھن جانا ضروری ہے جب کوٹ مٹھن پہنچے تو قاضی صاحب یہ خبر سن کر باوجود علالت کے دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے۔ استقبال اور قدم بوسی کیلئے آگے آئے۔ حضرت نارووالہ صاحب علیہ الرحمۃ نے پوچھا کہ قاضی صاحب اب آپ کے مزاج کیسے ہیں۔ انہوں نے ابھی جواب نہیں دیا تھا۔ کہ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

''لَقَا الخَلیلُ شِفَاءُ العَلیلِ''

ترجمہ: دوست کی ملاقات بیمار کیلئے شفا ہے۔

قاضی صاحب پر اس کلام کے سننے سے وجد طاری ہو گیا۔ اور اسی حالت میں آپ کی بیماری جاتی رہی۔

﴿۴﴾ میاں نصیر بخش مہاروی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ دہلی سے براستہ اجمیر شریف واپس وطن آرہے تھے۔ آپ نے اجمیر شریف میں کچھ عرصہ قیام کیا تاکہ حضرت خواجہ بزرگ علیہ الرحمۃ کے عرس مبارک میں شرکت کرسکیں۔ اجمیر شریف میں ایک ہندو جوگی تھا۔ جو اپنے فن میں کامل تھا۔ اور اس کے تین سو چودہ چیلے تھے۔ وہ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور چالیس روپے نقد اور کپڑے کے چند تھان نذر کئے اور کہنے لگا کہ میں بھی دہلی میں آپ کے مرشد کو ملنے کیلئے جاؤں گا۔ جب عرس کی پہلی رات مجلس سماع منعقد ہوئی تو وہ ہندو بھی مجلس میں آیا۔ اور ایک گوشہ میں بیٹھ گیا۔ اور ایسا

تصرف کیا کہ قوالوں کی زبانیں بھی بند ہو گئیں اور مزامیر وساز بھی۔ حاضرین مجلس جن میں بہت سے مشائخ وصوفیا تھے پریشان ہو گئے۔ حضرت دیوان صاحب سجادہ نشین درگاہ اجمیر شریف نے ایک آدمی کو حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ اس وقت اوراد ووظائف میں مشغول تھے۔ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ مجلس سماع میں تشریف لائے اور اس ہندو کے مقابل بیٹھ گئے۔ مزامیر سے خود بخود آواز آنے لگی تو قوال بھی گانے لگے اور محفل میں بہت ذوق وحال پیدا ہوا۔ وہ ہندو یہ کرامت دیکھ کر حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کے قدموں میں گرا اور اپنے چیلوں کے ہمراہ مسلمان ہو گیا۔

﴿۵﴾ حضرت صاحبزادہ غلام نظام الدین علیہ الرحمۃ بن حضرت میاں کالے صاحب علیہ الرحمۃ (نبیرۂ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ) سے منقول ہے کہ مرزا آقا محمدی بیگ دہلوی علیہ الرحمۃ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کے مریدانِ مجاز میں سے تھے۔ انہوں نے جب اپنے اہل خانہ کو مرید کرایا تو اپنی کمسن بیٹی جمیلہ خانم کو بھی حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لاکر عرض کیا کہ حضور اسے بھی مرید کرلیں۔ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے دست مبارک اس کے سر پر رکھا اور فرمایا یہ بھی میرے مریدوں میں سے ہے۔ ہاتھ رکھنے کی برکت سے وہ اتنی نیک بخت ہو گئی کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ نیز اسے حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ سے اس قدر محبت ہو گئی کہ جب اس کے سامنے حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کا نام لیا جاتا تو اس کی آنکھوں سے نہر کی طرح پانی جاری ہو جاتا۔

﴿۶﴾ جمیلہ بیگم سے منقول ہے کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی عادت تھی کہ جب آپ اپنے خلیفہ قبلہ عالم غریب نواز حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ کو وطن جانے کی اجازت دیتے تو دلی کے مریدوں اور امراء کو فرماتے کہ میاں صاحب

وطن جانے والے ہیں۔ پس ہر شخص دعوت کرتا اور نذر و نیاز دیتا۔ جب آپ کی دعوت کی باری ہمارے گھر آئی اور حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ ہمارے گھر آئے تو میں چلمن کے پیچھے سے دیکھ رہی تھی۔ جب حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کی صورت دیکھی تو میرے دل میں آیا کہ نہ معلوم حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ اس سیاہ فام پر کیسے عاشق ہو گئے ہیں۔ اور کیوں انہیں تمام نعمت بخش دی ہے۔ اس وسوسہ کا دل میں آنا تھا کہ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کا کرم اور ان کی محبت میری اس ظاہری صورت پر نہیں ہے وہ دوسری صورت ہے اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ یکا یک حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کی ہیئت بدل گئی اور ان کے چہرہ مبارک کی نورانی شعاؤں نے ہمارے گھر کو روشن کر دیا۔ چہرہ مبارک ایسا حسین و زیبا دکھائی دیا کہ دیکھنے کی تاب نہ تھی۔ میں نے فوراً اس وسوسہ سے توبہ کی۔

ارشادات حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ

﴿۱﴾ فرمایا کہ ہر کام کا مدار ایمان پر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت بھی استقامت ایمان کے بعد ہے چاہے کوئی جمعہ کی رات فوت ہو جائے یا رمضان میں۔

﴿۲﴾ فرمایا کہ انسان کامل جان عالم ہے اس کا فوت ہو جانا گویا کل جہان کا فوت ہو جانا ہے۔

﴿۳﴾ ایک شخص نے پوچھا کہ اولیاء اللہ کے احوال قبر میں کیسے ہوتے ہیں فرمایا اولیاء اللہ کا جسد روح کا حکم رکھتا ہے۔ جہاں ان کی روح ہو گی وہاں ان کا جسم ہو گا چنانچہ ابدال کا علم یہی ہے کہ جب ان کی روح پرواز کرتی ہے تو جسم بھی ساتھ ہی پرواز کرتا ہے اس لیے کہ روحانیت ان کے جسم پر غالب ہے۔ حق تعالیٰ کی مشیت سے

جہاں اولیاء کی ارواح ہوتی ہیں وہیں اولیاء کے جسد بمنزلہ ظل ہمراہ ہوتے ہیں۔ اور ان کی روح کا تعلق اپنی قبر کے ساتھ صرف بقدر موانست ہوتا ہے۔

﴿۴﴾ فرمایا کہ شیخ اس شخص کو اپنے سے دور کر دیتا ہے جو دوسروں کیلئے موجب تلقین اور لائق تکمیل ہو جائے۔ اور اس سے زیادہ لوگ فائدہ اٹھا سکیں۔ او جو ابھی تربیت کے لائق ہوں ان کی تکمیل و تربیت کی خاطر انہیں دور نہیں کرتا۔

﴿۵﴾ فرمایا کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو خوش حال کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو نے مجھے خوش حال کیا۔

﴿۶﴾ فرمایا کہ ایک دن حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے مجھے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ دوران سفر میں ایک ہندو کو دیکھا کہ اس کے پاس ضرورت کی ہر شئے ہر وقت موجود ہوتی تھی۔ اور اس میں جتنی چاہتا خرچ کرتا تھا۔ مجھے کہنے لگا کہ یہ عمل میں نے بڑی مشکل سے حاصل کیا۔ اگر آپ براہ کرم میرے گھر تشریف لا سکیں تو اس عمل کے مؤکلوں کو آپ سے آشنا کرادوں میں نے جواب دیا کہ جملہ اوراد قرآن پاک میں موجود ہیں ہمیں تم سے کوئی حاجت نہیں۔

﴿۷﴾ ایک دن کسی نے حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ مرض نفسانیت کی بھی کوئی دوا ہے۔ فرمایا کہ دوا بہت ہے۔ اگر کوئی کرے لیکن سب لوگ زبان سے تو اپنے آپ کو مریض کہتے ہیں مگر ہمیں تو کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو علاج کا طالب ہو۔ حالانکہ طبیب موجود ہے۔ اس شخص نے پھر عرض کی کہ یا حضرت میں اپنے آپ کو مریض جانتا ہوں لیکن علاج نہیں ہوتا۔

فرمایا کہ اپنے آپ کو مریض خیال کرنا بھی غنیمت ہے۔ کہ کبھی علاج بھی میسر آ جائے گا۔ مگر وہ جو اپنے آپ کو مریض ہی نہیں جانتا اس کا علاج مشکل ہے۔

اس کے بعد آپ نے یہ شعر پڑھا۔ ع

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد

اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

﴿حافظ علیہ الرحمۃ﴾

ترجمہ: کون ہے جو عاشق ہوا ہو اور یار نے اس کے حال پر نظر نہ کی ہو۔ ارے صاحب درد ہی نہیں ہے ورنہ طبیب موجود ہے۔

پھر آپ نے حکیم محمد عمر سید پوری کی طرف رخ مبارک کیا اور پوچھا کہ حکیم صاحب آپ کی کیا رائے ہے۔ کہ اگر مرض پرانا ہو تو دیر تک علاج کرتے رہنا ضروری ہے یا نہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ قبلہ عالم علیہ الرحمۃ بجا ہے پرانا مریض تو ایک آدھ دن میں تو ٹھیک نہیں ہو سکتا۔

﴿۸﴾ فرمایا کہ ایک بزرگ پر اللہ تعالیٰ کی عنایات وارد ہونے لگیں تو اس بزرگ نے چاہا کہ خلوت میں چلا جائے تا کہ نعمت میں ترقی ہو۔ مگر ہوا یہ کہ صرف اس خلوت گزینی سے اس کی واردات منقطع ہو گئیں۔ اس موقعہ پر کسی نے پوچھا کہ واردات اور نعمت کے فقدان کا باعث کیا ہوا۔ فرمایا کہ نزول نعمت محض عنایت ازلی اور فضل لم یزلی ہے۔ مگر اس بزرگ نے خلوت گزینی کو باعث ترقی خیال کیا۔ اور اپنی تدبیر کو داخل کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس مقام سے محروم ہو گیا۔

﴿۹﴾ فرمایا کہ شیخ و مرشد طالب کو ذکر و فکر اور اشغال و اوراد تلقین کرتا ہے مگر جب وہ ان کو قضا کرتا ہے تو شیخ بھی اسے نہیں پہچانتا۔ چاہے وہ بہت مدت تک بھی ان کے پاس کیوں نہ بیٹھا ہو۔

﴿۱۰﴾ فرمایا کہ آزار نقرس یعنی پاؤں کے جوڑوں اور گھٹنوں کا درد ہمارے پیروں

کا موروثی مرض ہے۔ یعنی حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ ان کے والد محترم شیخ کلیم اللہ صاحب علیہ الرحمۃ اور شیخ یحیٰ مدنی علیہ الرحمۃ ان تمام بزرگوں کو یہ مرض لاحق رہا۔ حکیم مولوی محمد عمر نے عرض کیا کہ حضور آپ کو یہ درد رہے اس کا علاج کرائیں۔ فرمایا یہ مرض علاج سے دور نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ یہ ہمارے پیران عظام کا موروثی مرض ہے مؤلف مناقب لکھتے ہیں کہ یہ مرض میرے پیرو مرشد شہباز طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کو بھی تھا۔ اور آخر عمر تک رہا۔

﴿۱۱﴾ ایک مرتبہ عین تعویز لکھتے وقت فرمایا کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ نے اپنے شیخ و مرشد کو لکھا کہ پنجاب کے اکثر لوگ تعویز کیلئے آتے ہیں۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ نے جواب دیا کہ کام تیرے ہاتھ میں نہیں ہے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ خدا کا اسم لکھ کر دے دیا کرو۔ اس کے بعد حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اس کا ایک فائدہ تو نقد ہے کہ سائل کا دل خوش ہوجاتا ہے اور اسے تسکین حاصل ہوجاتی ہے۔

﴿۱۲﴾ فرمایا فقراء کا کام ہر کسی کو نیک بات کہنا اور دعا دینا ہے آگے جو کسی کے ساتھ ہونا مقدر ہے ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے کام میں کسی نبی یا ولی کو دخل نہیں ہے وہ خداوند عالم ہیں اپنا کام کبھی جلال سے کرتے ہیں اور کبھی جمال سے۔

﴿۱۳﴾ فرمایا کہ علماء حلال کھانے پر بہت غور کرتے ہیں مگر اس طرف خیال نہیں کرتے کہ شریعت کا باطن بھی شریعت کے ظاہر پر منحصر ہے۔ اور دراصل اہم ترین کام قلت طعام، قلت منام، قلت کلام اور قلت صحبت مع الانام ہے۔ مگر اس طرف کوئی رجوع نہیں کرتا۔ پھر فرمایا کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ ظاہری پرہیز زیادہ نہ کرتے تھے مگر آپ کی کم خوری بدرجہ کمال تھی یہاں تک کہ پانی بھی بہت کم پیتے تھے۔

بارہا آپ کے ساتھ کھانے کا اتفاق ہوا مگر ہر بار یہی دیکھا کہ آپ دستر خوان پر ادھر ادھر ہر طرف ہاتھ ڈالتے تھے۔ جیسا کہ ہر طرف سے ہر چیز کھا رہے ہیں۔ مگر ہر بار ہاتھ آخر ایک ہی جگہ پر رکھتے اتنا کم کھانے والا بزرگ کم ہی ہوا ہے۔

﴿۱۴﴾ فرمایا اگر سالک ہمیشہ اپنے پیر کی خدمت میں اپنے آپ کو نو آمد خیال کرے اور ہر دن کو پہلا دن تصور کرے تو وہ اپنے مقصود کو پہنچ جائے گا۔ اور اگر دوسرے دن کو دوسرا دن سمجھا تو تباہی و ہلاکت میں گرفتار ہو جائے گا۔

﴿۱۵﴾ ایک دن مثنوی شریف کے اس مصرع گر گل است اندیشہ تو گلشنے، کی تشریح میں فرمایا کہ اس اندیشہ میں صرف جاننے سے کام نہیں بنتا۔ جب تک کہ اس میں مصروف ہو کر اپنے آپ کو محو نہ کرے۔ مثلاً ایک شخص حج کا ارادہ کرتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ مکہ اس طرف ہے مگر جب تک کمر باندھ کر چل نہیں پڑتا اور سفر کی صعوبتیں برداشت نہیں کرتا اور منزلیں طے نہیں کرتا، اس خیال کی تکمیل نہیں کر سکتا۔ پھر فرمایا کہ اس کا طریقہ مجاہدہ ہے۔ جس میں کم کھانا، کم سونا، کم بولنا اور کم ملنا ضروری ہے اس سلسلہ میں بہت سے لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ یہ دنیاوی جھنجھٹ اس راستہ میں ہماری رکاوٹ بنتے ہیں۔ حالانکہ بات یہ ہے کہ خود ہی اپنے دل کو کلی طور پر دنیاوی کاموں کھیتی باڑی، عورتوں اور بچوں میں لگا رکھا ہے لہٰذا یہ چیزیں رکاوٹ بنتی ہیں۔ چاہئے یہ کہ ان دنیوی چیزوں کو ترک کر دیا جائے۔

پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

ما فقیراں را تماشائے چمن درکار نیست
داغ ہائے سینہ، کمتر از گلزار نیست

ترجمہ: ہم فقیروں کو باغ کا تماشا درکار نہیں ہے ہمارے سینے کے داغ باغ سے کم نہیں ہیں۔

پھر فرمایا کہ رات کو جب کنویں چلنے کی آواز سنتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ یہ لوگ ساری رات کنویں چلاتے ہیں اور رات بھر جاگتے ہیں اور یہ سب بیداری و زحمت صرف چند دانوں کیلئے ہے۔ اور وہ بھی اگر فصل آفات سماوی سے بچ رہے۔ مگر افسوس کہ خدا کی بندگی کی خاطر کوئی شخص اتنی محنت نہیں کرتا اور جو شب بیدار راہ سلوک پر چلتے ہیں وہ حق تعالیٰ کی عنایت سے مقصود تک پہنچ جاتے ہیں اور کبھی محروم نہیں رہتے۔

﴿۱۶﴾ ایک دن حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ کو الہام غیبی سے معلوم ہوا کہ سلسلہ چشتیہ بہشتیہ میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا وجود مسعود اس سلسلہ والوں کیلئے نجات کا موجب ہوگا۔ اس شخص کی علامت یہ ہوگی کہ ایک وقت اس پر ایک خاص قسم کی استغراقی حالت طاری ہوگی اور اس حالت کی نشاندہی کر دی۔ چنانچہ حضرت عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ مدت تک اس صورت کی تلاش میں رہے۔ مگر ان کے اپنے مریدوں اور دوستوں میں وہ صورت نظر نہ آئی۔ انہوں نے اپنے خلیفہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ کو وصیت فرمائی کہ اگر ان کے مریدوں اور دوستوں میں ایسی صورت و علامت نظر آئے تو ان سے تمام اہل سلسلہ کے حسن خاتمہ کیلئے دعائے خیر کرائیں۔ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ نے بھی اپنی زندگی میں وہ صورت نہ دیکھی تو انہوں نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کو وصیت کی۔ یہاں تک کہ سلسلہ بہ سلسلہ یہ وصیت سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ تک پہنچی۔ وہ بھی اس صورت کی تلاش میں تھے کہ ایک دن حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی علیہ الرحمۃ کو حوض کے کنارے بیٹھے دیکھا ان کے دونوں پاؤں پانی میں تھے۔ استغراق کا عالم تھا اور وہی علامات ان پر وارد تھیں جن کی نشاندہی کی گئی تھی۔ حضرت سلطان المشائخ علیہ

الرحمۃ نے جونہی وہی علامات دیکھیں، چراغ دہلی علیہ الرحمۃ کی طرف اتنی جلدی بھاگے کہ دوسرے کنارے سے کپڑوں سمیت حوض میں داخل ہو گئے اور خواجہ نصیر الدین علیہ الرحمۃ کے پاؤں پکڑ لیے۔ جب وہ قدرے ہوش میں آئے اور اپنے شیخ کو اپنے پاؤں پکڑے ہوئے دیکھا تو پاؤں کھینچنے چاہے۔ سلطان المشائخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا میں نے یہ کام از خود نہیں کیا بلکہ ہمیں حضرات خواجگان چشت اہل بہشت علیہم الرحمۃ سے یہ وصیت پہنچی ہے۔ میں نہیں چھوڑوں گا۔ جب تک کہ آپ سلسلہ چشتیہ میں سب داخل ہونے والوں (از اول تا آخر قیامت) کیلئے حسن خاتمہ، نجاتِ اُخروی اور رضائے خداوندی کی دعا نہ کرلیں۔ پس انہوں نے دعا کی۔

مؤلف مناقب لکھتے ہیں کہ اس فقیر نے ایک رسالہ میں یہ واقعہ اس طرح بھی دیکھا ہے کہ جب یہ وصیت حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ تک پہنچی تو آپ نے رب العزت کی جناب میں عرض کیا کہ یا الٰہی یہ وصیت ہمارے پیروں سے چلی آرہی ہے آپ کیوں نہیں بتا دیتے کہ فلاں شخص ہے اور فلاں کے مریدوں میں سے ہے۔ چنانچہ حکم ہوا کہ تمہارے مریدوں میں سے نظام الدین ہے اس کے مریدوں میں سے وہ شخص ہوگا۔ پس جب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کو خلافت دیکر دہلی کی طرف رخصت کیا تو یہی وصیت فرمائی۔ کہ تمہارے مریدوں میں سے ایک ایسا شخص ہوگا اس سے سلسلہ چشتیہ کیلئے دعائے بخشش کرائیں۔ پس آپ ایک دن خلوت میں بیٹھے تھے کہ حضرت چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ پر وہ حالت طاری ہوئی۔ آپ کو کشف سے معلوم ہوا۔ پس آ کر پاؤں پکڑ لیے۔ حضرت چراغ دہلی علیہ الرحمۃ نے پوچھا تو کون ہے۔ آپ نے بتایا کہ نظام۔ فرمایا کہ نظام کا اس وقت کیا کام۔ حضرت محبوب الٰہی علیہ

الرحمۃ نے فرمایا کہ سلسلہ چشتیہ کو بخش دیجئے کہا کہ بخش دیا۔

واللہ اعلم بالصواب

﴿۱۷﴾ ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ اپنے خلیفہ قاضی عاقل محمد صاحب علیہ الرحمۃ کے بیٹے قاضی علی احمد صاحب علیہ الرحمۃ کی شادی کی تقریب میں کوٹ مٹھن میں تشریف فرما تھے۔ مولوی احمدی جو واعظ و عالم بے مثل تھا۔ اس مجلس میں موجود تھا۔ اس نے عرض کیا کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے کتاب غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ ''طعام المرید حرام علی الشیخ''

ترجمہ: شیخ پر مرید کا طعام حرام ہے۔

پس آپ کس وجہ سے مریدوں کی دعوت قبول کرتے ہیں۔ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ دنیا کے تمام مریدوں میں سے اصحاب کرام سے زیادہ کس کا مقام ہوگا۔ اور نبی کریم ﷺ تمام مشائخ کائنات کے سردار ہیں۔ اور کوئی ولی اللہ آپ کی خاک پا کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ خود نبی کریم ﷺ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی دعوت کو قبول فرماتے تھے۔ اور ان کا کھانا کھاتے تھے۔ ہمارے لیے یہی حجت کافی ہے۔ پس مولوی احمد صاحب لاجواب ہو کر چپ بیٹھ گئے۔ جب اس شادی کے بعد حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کے راستہ سے گڑھی اختیار خاں کی طرف، روانہ ہوئے۔ تو عین سواری کی حالت میں چہرۂ مبارک حضرت نارووالہ علیہ الرحمۃ کی طرف کر کے فرمایا کہ میاں صاحب مولوی احمدی کو اس جواب سے مسئلہ تو سمجھا دیا ہے مگر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے کلام کی تاویل کرنی چاہیئے کہ اس کے کوئی اور معنی بھی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ بہت سے علماء ہم کاب ہیں۔ میں اس کی تحقیق کرتا ہوں۔ چنانچہ بہت مکالمہ ومناظرہ کے بعد جناب نارووالہ صاحب علیہ الرحمۃ کی

درایئے کے مطابق یہ طے پایا کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے کلام کے معنی یہ ہیں۔ کہ مرید کے طعام میں خواہش نفسانی عارض ہو سکتی ہے۔ پس شیخ کیلئے مرید کا طعام نفس کی خواہش سے کھانا حرام ہے کہ یہ شیخ کیلئے اس کے اپنے مقام سے تنزل درجات ہے اور سالک کا منصب ترقی ہے نہ کہ تنزلی۔

حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کا وصال

قبلہ عالم غریب نواز حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ کا وصال ۳/ذی الحجہ ۱۲۰۵ھ بمطابق ۳/اگست ۱۷۹۱ء کو ہوا۔

آپ کا مادۂ تاریخ وصال یہ ہے

''حیف وواویلا جہاں بے نور گشت''

وصال کے وقت آپ کی عمر تراسی برس تھی۔ آپ کا مزار مبارک چشتیاں شریف میں ہے جو مہار شریف سے تقریباً آٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ خیر الاذکار میں لکھا ہے کہ حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ وصال سے قبل اپنی محفل میں کبھی کبھی یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ ع

مرا زندہ پندار چوں خویشتن
من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن

ترجمہ: مجھے اپنی طرح زندہ ہی خیال کرو۔ اگر تو جسم میں آئے گا تو میں جان میں آجاؤں گا نیز خلاصۃ الفوائد میں لکھا ہے کہ حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کی مہر پر یہ سجع تھا۔

''ز نور محمد جہاں روشن ست''

(ماخوذ از مناقب المحبوبین صفحہ ۱۲۱)۔

خلفاء قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ

حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کی حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ سے بیعت سے قبل اور آپ کی دہلی سے خلعت خلافت کے ساتھ مہار شریف تشریف

آوری سے قبل سندھ، مہار شریف، بہاولپور، ملتان اور اس کے گردونواح میں اکثر سلسلہ قادریہ اور سہروردیہ کا زور تھا۔ سلسلہ چشتیہ کا زور فرید الملت والدین حضور سیدنا بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ ان کی اولاد اور ان کے خلفاء کے بعد کم ہو گیا تھا۔ بلکہ اکثر اس خاندان عالی شان کے منکر تھے۔

پس پہلی شخصیت، جس نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کی اولاد، احفاد اور خلفاء کے بعد اس ملک پر اپنا سکہ جمایا، قبلہ عالم غریب نواز حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ تھے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلفاء سے ایسا فیض جاری ہوا کہ کسی ولی سے کم ہوا ہوگا۔ چنانچہ مہار شریف سے لیکر کوٹ مٹھن تونسہ شریف تو گیرہ شریف ضلع بہاولنگر، ملتان، سنگھڑ، حاجی پور، مکھڈ کلاچی، خراسان سیال شریف، گولڑہ شریف، بھیرہ شریف، ہندوستان، لکھنؤ، غرضیکہ چاروں طرف آپ کے خلفاء نے اپنی خانقاہیں قائم کیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے سامنے دیگر سلاسل کی رونق ایسی کم ہوگئی جیسے آفتاب کے سامنے ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔

حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کے خاص و عام خلفاء بے شمار تھے مگر ان میں سے مشہور ترین خلفاء یہ ہیں۔

خلفاء کے اسمائے گرامی

﴿۱﴾ حضرت خواجہ نور محمد نارووالہ علیہ الرحمۃ حاجی پور شریف

﴿۲﴾ حضرت قاضی محمد عاقل علیہ الرحمۃ کوٹ مٹھن شریف

﴿۳﴾ حضرت حافظ محمد جمال ملتانی علیہ الرحمۃ

﴿۴﴾ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ تونسہ شریف

﴿۵﴾ حضرت خواجہ حافظ محمد عظمت اللہ تو گیروی علیہ الرحمۃ آستانہ عالیہ تو گیرہ شریف ضلع بہاولنگر۔

﴿۶﴾ حضرت قاری صبغۃ اللہ علیہ الرحمۃ چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر

﴿۷﴾ حضرت میاں محمد فاضل نیکوکارہ علیہ الرحمۃ چشتیاں شریف

﴿۸﴾ حضرت میاں غلام حسن بھٹی علیہ الرحمۃ چشتیاں شریف

﴿۹﴾ حضرت میاں غلام محمد کڑی والے علیہ الرحمۃ چشتیاں شریف

﴿۱۰﴾ حضرت حافظ محمد ناصر الدین علیہ الرحمۃ چشتیاں شریف

﴿۱۱﴾ حضرت قاری عزیز اللہ علیہ الرحمۃ چشتیاں شریف

﴿۱۲﴾ حضرت مولوی محمد مسعود علیہ الرحمۃ جہانگی

﴿۱۳﴾ حضرت نور الحق چشتی علیہ الرحمۃ از شہر فرید

﴿۱۴﴾ حضرت میاں غلام محمد علیہ الرحمۃ اور میر الالیکا

﴿۱۵﴾ حضرت حافظ محمد الیاس علیہ الرحمۃ سیال

﴿۱۶﴾ حضرت میاں محمد غوث علیہ الرحمۃ بجیدانہ

﴿۱۷﴾ حضرت حافظ پہل جوئیہ علیہ الرحمۃ

ل حضرت خواجہ حافظ محمد عظمت اللہ تو گیروی علیہ الرحمۃ آپ کا مزار مبارک تو گیرہ شریف ضلع بہاولنگر میں ہے۔ آپ بہت بڑے ولی کامل تھے۔ یہ بات یاد رہے کہ حافظ صاحب تو گیروی علیہ الرحمۃ نے تقریباً دس سال قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کے آستانہ پر امامت فرمائی اور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ آپ کے پیچھے نماز بھی پڑھتے تھے۔ قبلہ حافظ صاحب تو گیروی علیہ الرحمۃ کے پوتے فیاض عالم شاہ غلام رسول تو گیروی قدس سرہ ہیں۔ آپ وقت کے بہت بڑے ولی کامل تھے۔ اور بہت بڑے عالم و فاضل بھی تھے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ تو گیرویہ فیاض عالم خواجہ غلام رسول تو گیروی علیہ الرحمۃ سے زیادہ عروج پر پہنچا۔

آپ الحمد للہ خاندان تو گیرویہ کیلئے مینارۂ نور ثابت ہوئے راقم الحروف (صاحبزادہ محمد عرفان تو گیروی) متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور آپ کے خاندان سے ہیں۔ (تو گیروی)

﴿۱۸﴾ حضرت محمد بخش چشتی علیہ الرحمۃ بستی تاج سرور

﴿۱۹﴾ حضرت رسالت خان رحمۃ اللہ علیہ

﴿۲۰﴾ حضرت نواب غازی الدین علیہ الرحمۃ دہلی

﴿۲۱﴾ حضرت لطف اللہ علیہ الرحمۃ نواحی خیر پور

﴿۲۲﴾ حضرت مولوی نور محمد علیہ الرحمۃ نواحی بہاولپور

﴿۲۳﴾ حضرت مولوی محمد حسین چنڑ علیہ الرحمۃ نواحی بہاولپور

﴿۲۴﴾ حافظ غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ

﴿۲۵﴾ حضرت مولوی محمد اکرم علیہ الرحمۃ

﴿۲۶﴾ حضرت میاں محمد اکبر لکھی علیہ الرحمۃ قصبہ رانیا

﴿۲۷﴾ حضرت مولوی محمد عجیب علیہ الرحمۃ گڑھی اختیار خاں

﴿۲۸﴾ حضرت مخدوم شیخ محمود علیہ الرحمۃ سید پور

﴿۲۹﴾ حضرت مخدوم نو بہار علیہ الرحمۃ اوچ شریف

﴿۳۰﴾ حضرت مخدوم عبدالوہاب علیہ الرحمۃ اوچ شریف

﴿۳۱﴾ حضرت مخدوم عبدالکریم علیہ الرحمۃ اوچ شریف

﴿۳۲﴾ حضرت مخدوم محبّ جہانیاں علیہ الرحمۃ

﴿۳۳﴾ حضرت مولوی سلطان محمد گوریجہ علیہ الرحمۃ

﴿۳۴﴾ حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ سوات

﴿۳۵﴾ حضرت مولوی تاج محمود علیہ الرحمۃ گڑھی اختیار خاں

﴿۳۶﴾ حضرت شیخ جمال چشتی علیہ الرحمۃ فیروز پور

﴿۳۷﴾ حضرت سید صالح محمد قیرن شاہ علیہ الرحمۃ قصبہ ٹھٹھی

﴿۳۸﴾ حضرت سید دین محمد شاہ علیہ الرحمۃ قصبہ ٹھٹھی

۳۹ حضرت میاں احمد گوندل علیہ الرحمۃ

۴۰ حضرت شیخ نظام بخش علیہ الرحمۃ

۴۱ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ ہندوستانی

۴۲ حضرت مولوی ضیاء الدین مہاروی علیہ الرحمۃ

۴۳ حضرت خلیفہ عبداللہ علیہ الرحمۃ

۴۴ حضرت مولوی عبدالرحمٰن سندھی علیہ الرحمۃ گڑھی اختیار خاں

۴۵ حضرت قاضی احمد علیہ الرحمۃ کوٹ مٹھن شریف

(ماخوذ از مناقب المحبوبین پیران چشت)

تذکرہ حضور قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کی اولاد کا بیان

الٰہی تا بود خورشید و ماہی
چراغِ چشتیاں را روشنائی

فقیر محمد عرفان تو گیروی
متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

لکھا ہے کہ حضور قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ نے اپنے شیخ طریقت حضرت مولانا فخر الدین دہلوی علیہ الرحمۃ کے اشارے پر شادی کی تھی اور انہوں نے فرمایا تھا کہ سب سے پہلا لڑکا جو آپ کے ہاں پیدا ہوگا وہ امیر ملک ہوگا حضور قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

بیٹوں کے نام یہ ہیں۔

﴿۱﴾ حضرت خواجہ نور الصمد علیہ الرحمۃ

﴿۲﴾ حضرت خواجہ نور احمد صاحب علیہ الرحمۃ

﴿۳﴾ حضرت خواجہ نور حسن مہاروی علیہ الرحمۃ

تذکرہ حضرت خواجہ میاں نور الصمد مہاروی علیہ الرحمۃ

آپ کا نام نور الصمد تھا۔ آپ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کے سب سے بڑے لختِ جگر ہیں۔ باپ اسے اپنے شیخ کا حصہ کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ سخاوت اور شجاعت میں بے نظیر تھے۔ فقراء اور علماء کو دوست رکھتے تھے۔ مسکینوں اور غمزدہ لوگوں کی ہمدردی اور غمخواری فرماتے تھے۔ نقل ہے کہ جب حضرت نور الصمد بڑے ہوئے تو بعض معاملات میں افراط وتفریط کر لیتے تھے۔ جیسا کہ شہزادوں کا دستور ہے۔ اس لئے حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ نے حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کی کہ غلام زادہ جو حضور کا حصہ ہے بعض کام میری مرضی کے بغیر کر لیتا ہے اور میرے حکم کی پوری پابندی نہیں کرتا اس کیلئے دعائے خیر فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت کاملہ عطا فرمائے۔ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میرے حصہ کا بیٹا قیامت کے دن آپ کے دوسرے نیک اور صالح بیٹوں کے برابر ہوگا۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ پاکپتن شریف کو روانہ ہوئے اور حضرت نور الصمد بھی ہمراہ تھے۔ عرس شریف کے بعد حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ آج رات فلاں کلام پڑھو۔ اور حضور بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے سرہانے سو جاؤ۔ اور جو اشارہ تمہیں ہو اس کا ذکر مجھ سے کرو۔ انہوں نے حضور کے فرمان کی تعمیل کی۔ خواب میں دیکھا کہ ایک خوبصورت اور نیک سیرت شخص نے ایک کٹورا خون سے بھرا ہوا ان کو دیا۔ اور کہا کہ اسے پی جاؤ۔ چنانچہ آپ نے پی لیا۔ صبح کو یہ قصہ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بیان کیا جب حضور نے پوری کیفیت سنی تو فرمایا کہ تمہیں شہادت نصیب ہوگی اور حضرت مولانا کا فرمان پورا ہوگا۔ کیونکہ شہداء کا بغیر حساب بہشت میں داخل ہونا ضروری ہے۔

آخر کار ایسا ہی ہوا کہ قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد آپ مسند آرائے خلافت ہوئے۔ اور اپنے والد ماجد کی متابعت میں کمر ہمت باندھی۔ فقراء کی دلجوئی اور خلفاء کی رضامندی میں مصروف ہو گئے۔ دو ماہ ستائیس دن کے بعد قوم مہار کے ہاتھ سے جام شہادت نوش فرمایا۔ تب سے آپ کا لقب شہید صاحب ہے۔ آپ کی وفات ربیع الاول کی پہلی تاریخ ۱۲۰۶ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک حضور قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کے مزار کے متصل شرقی طرف واقع ہے۔ شہید صاحب کے تین فرزند ارجمند تھے۔ ایک حافظ نور الحسن علیہ الرحمۃ جنہوں نے تمام عمر فقر و فاقہ اور ریاضت شاقہ کے ساتھ بسر کی۔ حضرت قاری صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے جو حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کے باقی تمام خلفاء کے ساتھ شرف صحبت خاص تھا۔ خصوصاً حضرت حافظ غلام حسن بھٹی علیہ الرحمۃ کو پیر صحبت بنایا۔ اور مرتبہ عظیم حاصل کیا۔ خواب کی تعبیر میں اپنی نظیر آپ تھے۔ اور اکثر مرے ہوؤں کی روحیں آپ سے ملاقات کرتی تھیں۔ بے شمار لوگ ان باتوں کے گواہ ہیں۔ بہت غرباء نواز تھے۔

اور بے کسوں ۔ کے ساتھ ہمدردی کرتے تھے۔ صرف خدا کے توکل پر ذریعہ معاش تھا۔ نااہل اور دولت مندوں کی صحبت سے نفرت کرتے تھے۔ ۱۴ ماہ ذوالقعدہ ۱۲۵۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کے پاؤں کی طرف مشرق کی طرف واقع ہے۔ ان کے تین بیٹے تھے۔ میاں غلام محی الدین، حافظ عبداللہ، میاں اللہ بخش لیکن ان تینوں کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حضرت شہید صاحب علیہ الرحمۃ کے دوسرے فرزند حافظ غلام نبی علیہ الرحمۃ تھے۔ جو کمال دانائی اور دیانت میں مشہور تھے۔ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اپنے پیر کے ساتھ کامل اعتقاد رکھتے تھے۔ اور اپنے پیر بھائیوں کو نہایت محبت کی نظر سے دیکھتے تھے اور حضرت خواجہ صاحب بھی ان کے حق میں ۔ بے حد شفقت اور مہربانی فرماتے تھے۔ بلکہ اپنے تمام ہم عصر بزرگوں سے زیادہ صاحب مرتبہ جانتے تھے۔ جب ان کے وصال کا وقت قریب آیا۔ تو حضرت خواجہ صاحب بہ نفس نفیس ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اور مزاج پرسی کی۔ پوچھا کیا حال ہے۔ عرض کی یہی جو آپ دیکھتے ہیں۔ فرمایا اپنے پیروں کو یاد کرو عرض کی میں نے آپ کو دیکھا اور آپ مجھے یاد ہیں۔ دوسروں سے میرا کیا تعلق؟ اپنی مہربانی اور کرم سے دور نہ کریں۔ اور میرے خاتمہ بالخیر کی دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا فرمائی۔ اور حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کے روضہ اطہر کی طرف روانہ ہوئے۔ اور حافظ صاحب کا وصال ہو گیا۔ ماہ ۲/ ذوالحجہ ۱۲۵۵ھ آپ کی تاریخ وفات ہے جو ان اشعار سے ظاہر ۔ ہے۔

بانور صمد خلف خدا داد درحب غلام نبی زاد
پیرش چوں بوقت نزع برسید درپیر خداؤ ہم نبی دید
سال وصلش سروش گفتہ بادیدن پیر جاں بخشید

ان کے بھی تین بیٹے تھے۔ ایک عبدالغفور جس کا بیٹا میاں عبدالعزیز ہے دوسرے میاں عبدالستار جن کے ہاں ابھی کوئی بیٹا نہیں ہوا۔ تیسرے میاں محمود جو تاحال شادی شدہ نہیں۔ حضرت شہید صاحب کے تیسرے فرزند حافظ غلام مصطفیٰ تھے۔ اور حضرت قاضی محمد عاقل علیہ الرحمۃ کی بیعت سے مشرف ہوئے قاضی صاحب حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ حافظ صاحب کا اکثر وقت ورد و وظائف اور صوم وصلوٰۃ میں گزرتا تھا۔ غریبوں کی غمگساری کیا کرتے تھے۔ ۱۷ ربیع الآخر ۱۲۷۵ھ کو آپ کا وصال ہوا۔

(ماخوذ از پیرانِ چشت صفحہ نمبر ۱۱۸)

از قلم: صاحبزادہ محمد عرفان تو گیروی

قبلہ عالم کے دوسرے فرزند حضرت خواجہ نور احمد علیہ الرحمۃ

جب آپ حفظ کلام اللہ شریف سے فارغ ہوئے تو علوم عقلی و نقلی کی تحصیل میں مشغول ہو گئے۔ اپنے والد ماجد یعنی حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کی بیعت سے مشرف ہوئے ان کی صحبت اور متابعت میں یہاں تک سعادت حاصل کی کہ حضور عموماً آپ کو فقیر کے نام سے موسوم کرتے تھے۔

نقل ہے ایک رات میاں محمد عظیم نے جو حضور کے خواص اور راسخ الاعتقاد مریدوں میں سے تھا۔ حضور کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ خود تشریف لائے اور فرمایا کہ میاں محمد عظیم جاؤ اور ساتھیوں سے کہو۔ کہ میرے کپڑے برخوردار نور احمد کو پہنا دیں۔ ان دنوں حضرت شہید صاحب صاحب سجادہ تھے۔ محمد عظیم نے یہ قصہ خلوت میں حافظ غلام حسن صاحب بھٹی علیہ الرحمۃ کے سامنے بیان کیا۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ چپ رہو کہ مجھے بھی

حضور انور کا ارشاد اسی طرح ہوا ہے۔ لیکن اگر یہ خبر خواجہ نور الصمد مہاروی علیہ الرحمۃ کو پہنچ گئی۔ تو مجھے اور تجھے تنبیہ کریں گے۔ ابھی تین ماہ نہ گزرے تھے۔ کہ حضرت شہید صاحب علیہ الرحمۃ کی شہادت کا واقعہ رونما ہوا۔ اور خواجہ نور احمد صاحب اپنے والد اور شیخ کی بجائے سجادہ نشین ہوئے۔ پچاس سال مسند خلافت پر رونق افروز رہے۔ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ریاضت میں بسر کرتے تھے۔ مسکینوں کی دلجوئی اور غمزدوں کی غمگساری فرماتے رہے۔ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کے تمام خلفاء سے بہت زیادہ فائدہ حاصل کیا۔ خصوصا حضرت حافظ محمد جمال ملتانی علیہ الرحمۃ سے خرقہ خلافت پایا۔ علماء فقراء اور غرباء کو بہت دوست رکھتے تھے۔ سماع سے بے حد محبت تھی۔ اور اکثر اوقات اشعار سنتے رہتے تھے۔ ہر مسائل کو اس کے لیاقت کے مطابق نصیبہ بخشتے تھے۔ کوئی سورج ایسا طلوع نہ ہوا کہ کوئی شخص سخی کے انعام سے خالی گیا ہو۔ فقیروں، غریبوں اور طالب علموں کیلئے لنگر جاری تھا۔ بڑے بڑے عالم آپ کی بارگاہ سے حصہ پاتے تھے۔ ان کی کرامات اور خوارق عادات بے شمار ہیں قاضی محمد سعید صاحب علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ خواجہ نور احمد صاحب مہاروی علیہ الرحمۃ ہمارے قبلہ و کعبہ حافظ محمد جمال صاحب ملتانی علیہ الرحمۃ کے عرس شریف کی تقریر پر عازم ملتان ہوئے۔ اور از راہ عنایت مجھے فرمایا کہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو میں نے عرض کی کہ اگر مجھے اپنے قبلہ و کعبہ کی زیارت فیض بشارت جسم ظاہر سے کرا دیں۔ تو بندہ حاضر ہے۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ انہی کی برکت سے ایسا ہی ہوگا۔ بس میں آپ کے ہمرکاب روانہ ہوا۔ جب ہم خیر البلاد یعنی خیر شریف میں پہنچے تو وہاں سے مصنف کے پیر و مرشد مولانا حضرت خدا بخش کو بھی اپنے ہمراہ لیا۔ اور چل پڑے جب ہم دریائے ستلج کے کنارے پر پہنچے تو دوپہر ہوگئی۔ وہاں قیام کیا میں نے اپنے دل میں

نہایت خوش وخرم اور امید وار تھا کہ شیخین کی صحبت کی برکت سے میرا کام بن جائے گا۔ یعنی ظاہر آنکھ سے حضرت حافظ صاحب کا جمال جہاں آراء دیکھنا نصیب ہوگا اتفاقاً جناب مولانا صاحب کی طبیعت علیل ہوگئی۔ اور ان کی روانگی ملتوی ہوگئی مجھے بے حد رنج ہوا اور کامیابی موہوم نظر آنے لگی۔ رہ نہ سکا میں نے صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب کی وساطت سے غلام بے حد مسرور تھا آپ کی برکت سے صاحبزادہ صاحب مجھے اپنے پیر ومرشد کا دیدار ظاہری کرا دیتے۔ مگر کاش کہ میری بدقسمتی سے حضور واپس ہو رہے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے سن کر فرمایا کہ اب بھی تم کو زیارت نصیب ہو کر رہے گی۔ میں نے پھر عرض کی کہ کیا مجھے زیارت نصیب ہوگی؟ با آواز بلند فرمایا کہ ہاں نصیب ہوگی۔ الغرض بندہ ہمرکاب حضرت صاحبزادہ صاحب ملتان روانہ ہوا۔ کافی مسافت طے کرنے کے بعد جب ہم ایک ٹیلہ کے قریب پہنچے جو حضرت مخدوم رشید حقانی علیہ الرحمۃ کی مزار کے نزدیک ہے۔ تو میری گھوڑی تھک کر پیچھے رہ گئی۔ جناب صاحبزادہ صاحب نے مجھے با آواز بلند بلایا بندہ فوراً گھوڑی کو ایڑی لگا کر قریب پہنچ گیا۔ زبان گوہر افشاں سے فرمایا حضرت حافظ محمد جمال چشتی علیہ الرحمۃ نے کونسا شعر حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کے حق میں لکھا ہے اور خود ہی نہایت خوش الحانی سے وہ شعر پڑھنے لگے۔ جونہی میں نے شعر سنا ولی اللہ کی زبان مبارک کی تاثیر تھی کہ مجھ پر رقت طاری ہوئی میں زار وقطار رونے لگا۔ دم بھرنے کے بعد میں نے چشم ظاہر سے دیکھا۔ میرے قبلہ وکعبہ حضرت حافظ محمد جمال صاحب چشتی علیہ الرحمۃ ایک بہت بڑی تیز رفتار گھوڑی پر سوار اور تخمیناً دس قدم کے فاصلے پر موجود اور میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں نے چاہا کہ قدمبوسی کروں مگر رک گیا الغرض تین کوس تک ہمراہ چل کر آپ نے دیدارِ فیض آثار سے میری آنکھوں

کو سرور بخشتے چلے گئے۔ پھر جب حضرت صاحبزادہ صاحب نے شعر کہنا بند کر دیا تو چہرہ انور میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ میں حیرت سے سرگرداں وحیراں رہ گیا اور سمجھا کہ یہ سب کچھ ہمارے صاحبزادہ صاحب کی ذات کریم الصفات کا فیض ہے۔

نقل ہے قاضی محمد عاقل صاحب کے پوتے میاں خدا بخش آپ اپنے دادے کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ سماع کے وقت وجد کی صورت آپ کو پیدا نہ ہوتی تھی۔ قوال لوگ غمگین اور پریشان تھے۔ اتفاقاً ایک بار خواجہ نور احمد مہاروی علیہ الرحمۃ عرس مبارک کی تقریب پر وہاں تشریف فرما ہوئے۔ عبدالرحمٰن مورق نے آ کر عرض کی کہ اگر میاں صاحب کو وجد عطا کریں تو پانچ روپے حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کی نذر کروں گا فی سبیل اللہ غور فرماویں۔ کہ کسی طرح ان پر وجد ورقص کی حالت طاری ہو۔ تا کہ ہم غریبوں کی رونق بن جائے۔ جب مجلس سماع تیار ہوئی اور لوگ آ چکے۔ اور حضرت خواجہ صاحب بھی تشریف لے آئے تو قوالوں نے گانا شروع کیا۔ خود خواجہ صاحب پر وجدان کی حالت طاری ہوئی۔ اٹھے اور میاں صاحب سے بغل گیر ہوئے۔ ان پر ایسی حالت طاری ہوئی۔ کہ اس سے پیشتر کبھی دیکھی یا سنی نہیں گئی تھی۔

نقل ہے کہ جب خواجہ صاحب کی ریش مبارک کے بال سفید ہو گئے تو خضاب لگانے کا ارادہ کیا۔ اور حضرت حافظ سے اجازت طلب کی آپ نے روانہ رکھا اور کہا کہ آپ کی اس شبیہ وجیہ میں حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کا جمال با کمال نظر آتا ہے۔ اس لئے خدا کیلئے آپ اسے خضاب سے تبدیل نہ فرمائیں۔

منشی غلام حسن شہید رحمۃ اللہ علیہ انوار جمالیہ میں نقل کرتے ہیں کریم بمصداق حدیث قدسی ہے۔

اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہٖ: بیٹے باپ کا راز ہوتے ہیں۔

چونکہ آپ کی شکل وصورت حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ سے بوجہ اتم مشابہ تھی۔ اس لئے جناب حافظ صاحب علیہ الرحمۃ خواجہ صاحب کے عشق اور محبت میں والہ وشیدا تھے۔ ان کی محفل میں اکثر اوقات انہی کے مکارمہ اخلاق اور محامد اوصاف کے ذکر اذکار رہا کرتے تھے۔ مجلس سماع میں اگر آپ کی طبع اقدس میں محبوب حقیقی کا شوق غالب آتا تو اٹھ کر کبھی آپ سے بغل گیر ہوئے۔ کبھی ہاتھ پاؤں چومتے۔ کبھی ان کے گرد پھرتے وغیرہ۔ ملتان کا بہتر سے بہتر تحفہ جو میسر آتا نذر گزارتے۔ یہاں تک کہ اگر آپ کی علمی محفل میں کوئی لطیفہ نیا یا بصیرت افروز ذکر اذکار ہوتا تو احباب کو حکم دیتے کہ اسے یاد رکھیئے جونہی حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ سے ملاقات ہوتی اسے دہراتے۔ غرض کہ ہر طرح اپنے پیرزادہ کی رضا جوئی اور متابعت کی کوشش کرتے تھے نقل ہے کہ ایک دفعہ خواجہ نور احمد صاحب علیہ الرحمۃ ملتان شریف لے گئے۔ یہ وہ دن تھے کہ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمۃ اپنے قبلہ دارین کعبہ کونین پیرومرشد کے فراق میں شب وروز گریاں اور سینہ بریاں رہتے تھے۔ آپ کو صاحبزادہ صاحب کے آنے کی اطلاع نہ ہوئی۔ جونہی کہ آپ کے دولت خانہ میں آفتاب جہاں تاب کی طرح افق مشرق سے ان کا چہرہ نمودار دیکھتے ہی از خود رفتہ ہو گئے ایک پہلو سے دوسرے پہلو لڑھکتے تھے۔ اور یہ مثنوی زار وقطار رو کر پڑھتے تھے۔

چہ خوش وقتے و خرم روزگارے — کہ یارے برخورداز وصل یارے
برافروز و چراغ آشنائی — رہائی یابد از داغ جدائی

پرورش ظاہری سے قطع نظر آپ حضرت صاحبزادہ صاحب کی تربیت روحانی اور تلقین معنوی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ اپنے وصال سعادت اتصال سے پہلے ایک دن مجلس میں جہاں بہت سے مشائخ کبار اور سادات حضرات جمع تھے۔ فرمایا کہ ہم نے حضرت صاحبزادہ صاحب علیہ الرحمۃ کو کسی اور شیخ

وقت کی توجہ کا محتاج نہیں چھوڑا اور ان کے کام کو خدائے عزوجل کے سپرد کیا۔

فائدہ: خواجہ صاحب کا اعتقاد اپنے قبلہ وکعبہ سے یہاں تک تھا کہ مزار شریف کی طرف کبھی نہ تو پاؤں دراز کئے تھے اور نہ کبھی پیٹھ کر کے بیٹھتے تھے۔ حضرت کی شان میں آپ نے ہندی کے بہت سے شوقیہ اشعار لکھے۔

وفات

۱۸؍رمضان المبارک ۱۲۵۴ھ میں آپ دارِ فانی سے دار جاودانی کو سدھار گئے آپ کا مزار مبارک حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کے متصل مغربی طرف واقع ہے۔

قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کے تیسرے فرزند حضرت خواجہ نور حسن مہاروی علیہ الرحمۃ

آپ کا نام نور حسن تھا۔ جو سخاوت اور مروت میں بے نظیر تھے۔

نقل: لکھا ہے کہ بچپن میں اپنے والد ماجد کی مرضی کے خلاف آپ سے کوئی معاملہ ہو گیا تھا۔ اس لئے حضور نے ان کو اپنے سامنے آنے سے منع کر دیا تھا۔ اتفاقاً اُن دنوں مولانا فخر الدین صاحب کے فرزند ارجمند میاں غلام قطب الدین وہاں موجود تھے۔ خواجہ نور حسن صاحب مہاروی علیہ الرحمۃ نے ان کو معافی کا ذریعہ بنایا۔

اور حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لے آئے۔ چونکہ ان کا آنا خلافِ عادت تھا۔ حضور نے متعجب ہو کر پوچھا کہ اس ناگاہ تشریف آوری کی وجہ کیا ہے آپ نے میاں نور حسن صاحب مہاروی علیہ الرحمۃ کی طرف سے معذرت کی۔ اور معافی مانگی۔ حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ نے فرمایا بہ محابائے ذات شریف میں نے اس کے دونوں جہانوں کے گناہ معاف کئے۔

نقل ہے: ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ پچھم کی طرف تشریف لے گئے۔ شہید صاحب اور خواجہ نور حسن مہاروی علیہ الرحمۃ بھی ہمراہ تھے۔

جب آپ سفر سے واپس آئے ایک منزل باقی تھی کہ خواجہ نور حسن مہاروی علیہ الرحمۃ بھی ہمراہ تھے۔ جب آپ سفر سے واپس آئے ایک منزل باقی تھی کہ خواجہ نور حسن مہاروی علیہ الرحمۃ بہ عارضہ بخار بیمار ہو گئے۔ شہید صاحب نے ان کو اپنے پیچھے گھوڑی پر بٹھا دیا۔ بیمار نے قے کرنی شروع کی شہید صاحب کی طبیعت متنفر ہوئی حضرت نے نور باطن سے دریافت فرمایا اور اپنے پیچھے گھوڑی پر بٹھا دیا۔ ظہر کے وقت منگھیر شریف کے قریب پہنچے وہاں ٹھہر گئے غسل فرمایا اور نماز میں مشغول ہو گئے اور بیمار کو مسجد کی دیوار کے سایہ میں سلا دیا گھنٹہ بھر کے بعد انہیں آرام ہو گیا حضور نے فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منگھیر کی آب و ہوا نور حسن کی طبیعت کے موافق ہے۔ ممکن ہے کہ یہاں آپ کا مسکن ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا تو خواجہ نور حسن مہاروی علیہ الرحمۃ چند سال کے بعد منگھیر شریف میں آ کر قیام پذیر ہوئے۔ جو آج تک ان کے وجود سے رشک گلزار ہے۔ حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ نے بچپن سے ان کو قاضی محمد عاقل علیہ الرحمۃ کے سپرد کر دیا تھا۔ قاضی صاحب نے ان کو اپنی بیعت سے مشرف کیا۔ اور اپنا مجاز بنایا۔ ۲۳ر شوال المکرم ۱۲۵۵ھ میں آپ وصال ہوا۔

آپ کا مزار روضہ شریف کے اندر شہید صاحب علیہ الرحمۃ کے مزار کے ساتھ متصل ہے۔ ع

خدا ان کی قبر پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

سوانح حیات

حضرت، بابا تاج الدین سرور چشتی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ
آف چشتیاں شریف

ولادت

حضرت بابا تاج الدین سرور شہید چشتی فاروقی علیہ الرحمۃ کی ولادت باسعادت پاکپتن شریف میں ۶۴۴ھ کو ہوئی تھی۔

تعلیم وتربیت

آپ جب ذرا بڑے ہوئے تو آپ کی تعلیم وتربیت بھی اسی درسگاہ عظیم میں ہوئی جس کے نگران فرید الملت والدین زہد الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سیدنا بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ تھے۔

حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ کے چھوٹے بیٹے حضرت شیخ یعقوب علیہ الرحمۃ اور سید مبارک کرمانی علیہ الرحمۃ اور چند دیگر افراد خاندان کے ہمراہ تھے۔

حضرت بابا تاج الدین سرور چشتی علیہ الرحمۃ اور ان کے چھوٹے بھائی حضرت شیخ علاؤ الدین موج دریا علیہ الرحمۃ بھی سید بدرالدین اسحاق سے ابتدائی کتب کا درس لیا۔ اور مکمل قرآنِ پاک پڑھا۔ مابعد اپنے دادا جان حضرت سیدنا حضور بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ سے علومِ ظاہری وباطنی حاصل کیا۔

روحانی سلسلہ

آپ کا روحانی نسب بھی اپنے دادا محترم حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ سے تھا۔

نام ونسب

آپ کے خاندان کا تعلق نسل عرب کے قبیلہ قریش سے تھا۔

لغت میں قریش سمندر کی وہ بڑی اور طاقتور مچھلی ہے جو دوسری مچھلیوں کو کھا جائے اور اسے کوئی نہ کھا سکے۔

شجرۂ نسب

آپ کا شجرۂ نسب سترہ (۱۷) پشتوں سے خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جا کر ملتا ہے۔

خاندان

حضرت بابا شیخ الدین کے والد ماجد کا نام شیخ بدرالدین سلیمان علیہ الرحمۃ تھا۔ جو حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ اور آپ کے پانچ بھائی تھے۔

جن کے اسمائے گرامی درج ذیل یہ ہیں۔

﴿۱﴾ حضرت شیخ محمد شہید علیہ الرحمۃ ﴿۲﴾ حضرت شیخ علاؤالدین موج دریا علیہ الرحمۃ ﴿۳﴾ حضرت خواجہ محمود المعروف محمود شاہ علیہ الرحمۃ ﴿۴﴾ حضرت شیخ مودود علیہ الرحمۃ ﴿۵﴾ حضرت شیخ احمد علیہ الرحمۃ

حضرت بابا تاج الدین سرور شہید علیہ الرحمۃ کے چھ فرزندان گرامی تھے۔

جن کے اسماء درج ذیل یہ ہیں

﴿۱﴾ حضرت خواجہ شیخ احمد علیہ الرحمۃ ﴿۲﴾ حضرت خواجہ حافظ محمد حسین علیہ الرحمۃ ﴿۳﴾ حضرت خواجہ محفوظ علیہ الرحمۃ ﴿۴﴾ حضرت خواجہ عبدالحفیظ علیہ الرحمۃ ﴿۵﴾ حضرت خواجہ سعید الدین علیہ الرحمۃ ﴿۶﴾ حضرت خواجہ محمد حسن علیہ الرحمۃ

بانی چشتیاں

حضرت بابا تاج الدین سرور شہید علیہ الرحمۃ نے اپنے دادا محترم حضرت سیدنا بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کے حکم سے عہد حکومت غیاث الدین بلبن ۶۶۴ھ تا ۶۸۴ھ کے دورِ اول میں یہاں پہلے سے موجود قلعہ کہہ پر ۶۷۴ھ میں ایک بستی کی بنیاد رکھی جس کا نام چشت شریف تجویز فرمایا تھا۔ جواب چشتیاں شریف کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

شہادت

خط راجپوتانہ موجودہ بھارتی صوبہ (راجستھان) میں تبلیغ اسلام کی خاطر ہندو راجپوت قبائل کے خلاف ایک جنگ میں شہید ہو گئے۔

آپ کا مزار مبارک چشتیاں شریف میں ایک سلطان تغلق نے تعمیر کروایا تھا۔

عرس مبارک

آپ کا عرس ہر سال چار اور پانچ ذوالحجہ کو ہوتا ہے۔

ختم شد

۱۴ ر ذوالقعدہ ۱۴۲۷ھ بروز بدھ

۶-۱۲-۲۰۰۶

از قلم: صاحبزادہ محمد عرفان تو گیروی
متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
0301-4796202